

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

چوتھا اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 29 اکتوبر 2018ء بروز سوموار بمطابق 19 صفر المظفر 1440 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	چیئرمینوں کے پینل کا اعلان۔	2
04	معزز اراکین کی حلف برداری۔	3
13	وقفہ سوالات۔	4
47	توجہ دلاؤ نوٹس۔	5
54	رخصت کی درخواستیں۔	6
56	تحریک التوائے نمبر 6 منجانب جناب نصر اللہ خان زیرے، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	7
58	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	8

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- شمس الدین
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون) ----- عبدالرحمن
 چیف رپورٹر ----- مقبول احمد شاہوانی
 ریسرچ افسر ----- میر باز خان کاکڑ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 29 اکتوبر 2018ء بروز سوموار بمطابق 19 صفر المظفر 1440 ہجری،
بوقت شام 4 بجکر 50 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر بلوچستان صوبائی
اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلِنَنْظُرْ نَفْسًا مَّا قَدَّمْتُمْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ الْفٰئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر آیات نمبر ۱۸ تا ۲۰ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور
چاہئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کہ کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک
اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور مت ہو ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو۔ پھر اللہ نے
بھلا دیئے ان کو انکے جی۔ وہ لوگ وہی ہیں نافرمان۔ برابر نہیں دوزخ والے اور جنت
والے۔ جنت والے جو ہیں وہی ہیں مراد پانے والے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِبْلَٰغُ۔

جناب اسپیکر:

جزاک اللہ۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صاحب کے جوان سال بیٹے ٹریفک حادثے میں شہید ہوئے لہذا انکی ایصالِ ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔
(دعاے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر:

میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت رواں اجلاس کے لئے حسب ذیل اراکین اسمبلی کو بینیل آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتا ہوں۔

۱۔ محترمہ بشری رند صاحبہ
۲۔ ملک سکندر خان ایڈووکیٹ
۳۔ جناب احمد نواز بلوچ
۴۔ جناب محمد حسین خان خلیجی

آج ہمارے اس ہاؤس میں students کی ڈیلیگیشن، جو ہمارے future ہیں اور ان کے ساتھ ان کے اساتذہ بھی ہیں یہ پورے بلوچستان کے مختلف institutions سے، ہم ان کو welcome کہتے ہیں۔ (ڈیسک بجائے گئے)

حلف برداری

نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب۔ جناب محمد اکبر مینگل صاحب اور جناب زاہد علی ریکی صاحب اپنی نشست پر کھڑے ہو کر حلف اٹھائیں۔
(معزز اراکین نے حلف اٹھایا۔۔ ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر:

میں نومنتخب اراکین اسمبلی کو بلوچستان اسمبلی کے رکن منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جی آغا صاحب۔
انجینئر سید محمد فضل آغا:

جناب اسپیکر! بلوچستان اسمبلی کی کارروائی ہمیں بروقت نہیں ملتی، یہ پلندہ آج اس table پر ہمیں ملا ہے۔ اور اسمبلی اہم Bill شامل ہے، اسکا مطالعہ اس وقت تمام مشقوں کو دیکھنا، پڑھنا، سمجھنا، آئین کے مطابق

پرکھنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اگر یہی پریکٹس ہماری اس پارلیمنٹ کی رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم صرف جھاڑو دینے کیلئے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں بروقت اگر documents نہیں ملتے اور ہم اسے study نہیں کر سکتے تو اس پر سیر حاصل بحث کیسے کر سکتے ہیں؟ تو میری گزارش یہ ہے میں نے معلومات جب کیں۔ تو پتہ چلا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اُن کی جو کارروائی یا کاغذات، رپورٹس وہ اسمبلی کو بہت late ملی ہیں۔ جس میں اسمبلی سیکرٹریٹ والے بھی مجبور تھے یہ کام بروقت نہیں کر سکے۔ تو آپ کے توسط سے میری گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ اس پارلیمنٹ کو اور ہاؤس کو سنجیدہ لے۔ اور جو بزنس اس ہاؤس میں لانا چاہتے ہیں وہ ہمیں مناسب ٹائم پر دیں کہ ہم اُسے study بھی کر سکیں اور پرکھ بھی سکیں اُن کے فوائد اور نقصانات کو بھی سمجھ سکیں اور سیر حاصل بحث ہو۔ یہ ایسے documents ہیں یہ قانون بن جاتے ہیں اور آئندہ آنے والی اسمبلی بھی اسکو سامنے رکھ کر چلے گی۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو ہمارے سامنے پلندہ رکھا گیا ہے اس پر آج کوئی کارروائی، بحث نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آج نہ ہم سیر حاصل بحث کر سکتے ہیں نہ کوئی مثبت out-put دے سکتے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت جو تینوں bills اس ایجنڈے پر ہیں انکو ڈیفز کیا جائے اور ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم اسکی study کر کے پھر ہاؤس میں اس پر بحث کر سکیں۔ یہ پورے بلوچستان کے مختلف حوالوں سے اس کا future اسکے ساتھ منسلک ہے۔ تو میری گزارش آپ سے یہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقی ساتھی بھی یہی سمجھتے ہوں گے۔ یہ میری گزارشات تھیں ویسے شکایت کرنا اچھی بات نہیں ہے لیکن یہ ہماری مجبوری ہے۔ اس کو شکایت نہ سمجھ بلکہ ضروری سمجھیں۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر:

شکر یہ آغا صاحب۔ جی اسد صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر محکمہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن):

جناب اسپیکر! آج نواب محمد اسلم خان رییسانی صاحب، زاہد علی ریکی صاحب اور میر محمد اکبر مینگل صاحب ایک جمہوری process complete کرنے کے بعد اس اسمبلی کے فلور پر آئے ہوئے ہیں۔ میں اپنی پارٹی بی این پی (عوامی) کی جانب سے اُن کو مبارکباد دیتا ہوں اسی اُمید کے ساتھ کہ بلوچستان کے جو بنیادی حقوق ہیں اسلام آباد کے حوالے سے NFC ایوارڈ ہے۔ سی پیک کے حوالے سے یہ اپنے تجربے کے حوالے سے ایک اچھا role play کریں گے اور ہمارا ساتھ دینگے۔ thank you Mr. Speaker۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ اب اسمبلی کی کارروائی آگے بڑھاتے ہیں۔ جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رییسانی:

جناب اسپیکر! I will like you to allow me to say some things. بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی۔

نواب محمد اسلم خان رییسانی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! اب اس معزز ایوان میں الحمد للہ مجھے کوئی 30 plus سال ہوئے ہیں کہ میں یہاں بحیثیت رکن منتخب ہو کے آتا ہوں۔ اور یہاں ہمارے بزرگ بھی، جب میں پہلی دفعہ elect ہوا تو ہمارے بزرگ نواب محمد اکبر خان بگٹی، سردار محمد خان باروزئی اللہ انکو عمر حیاتی دے، میر ظفر اللہ خان جمالی، حاجی عید محمد نوتیزی اور بھی ہمارے بزرگ دوست اس ایوان میں رہے ہیں۔ تو میں اُس وقت سے اس ایوان میں منتخب ہو کر آ رہا ہوں اور اپنے بھائیوں، بہنوں کی خدمت کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! جب 1988ء میں میں نے الیکشن لڑا تو اُسکے بعد میں نے پاکستان نیشنل پارٹی میں نے شمولیت اختیار کی۔ یہ دوستوں کو اور آپ کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان نیشنل پارٹی پر، جب نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی لگی تو پاکستان نیشنل پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی کی ایک تسلسل تھی جس کی سربراہی میر غوث بخش بزنجو (مرحوم) کر رہے تھے۔ تو میں اُس پارٹی میں شامل ہوا۔ میں نے سنا ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ ابھی میں شاید قوم پرست بن گیا ہوں۔ میں قوم پرست نہیں ہوں میں اللہ کا غلام ہوں اور بلوچ قوم کا خادم ہوں اور پشتون بھی میرے بھائی ہیں میں اُنکا بھی خادم ہوں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) جناب اسپیکر! قائد ایوان بیٹھے ہیں اور دوسرے دوست، ماشاء اللہ BAP کے دوست یہاں موجود ہیں ان کو اچھی طرح پتہ ہے کہ یہ انتخاب کس طرح بریگیڈیئر صاحب نے یہاں لڑوایا اور کتنی دھاندلی کی گئی آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر ایک ہوتا ہے۔

Kidnapping for ransom , that is in the shape of money. But this

kidnapping was, kidnapping for votes .

لوگوں کو kidnap کر کے پھر اُنسیا ہا گیا ”کہ آپکا یہ بندہ میرے پاس ہے یا ہمارے پاس ہے۔ اگر آپ ہمیں دوٹ دیں گے ہم اُنکو رہا کرینگے“۔ اور میں یہ بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جو شخص اُن لوگوں کے پاس گیا ہے۔ ”کہ آپ کا بندہ گم ہے میں اُنکو رہا کرواؤں گا“۔ اُس کا مطلب ہے آپ کا اغواء کنندہ وہی شخص ہے جو آپ کے پاس گیا ہے اور کہا ہے ”کہ میں آپ کے بندوں کو رہا کرواؤں“۔ اس کی سارا ایوان مذمت کرتا ہے۔ ہم پچھلے بیس پچیس سالوں سے یہ آواز اُٹھاتے رہے ہیں کہ یہ ہمارے جو missing persons ہیں، آپ مہربانی

کر کے اگر یہ زندہ، حیات ہیں، تو ان کو ہمارے سامنے پیش کریں۔ اور اگر حیات نہیں ہیں آپ نے انکو تکلیف پہنچائی ہے، ان کو زد پہنچائی ہے جہاں بھی ہیں، آپ ہمیں کہیں کہ آپ کے عزیز و قریب یہاں ہیں تاکہ ہم جا کے انکو دیکھیں یا انکے لئے فاتحہ خوانی کریں۔ جناب اسپیکر! جو انتخابات ہوئے، بہت افسوسناک ہوئے۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ درینگلڈھ میں ہی آپکا ہی ایک امیدوار election campaign کے دوران کوئی 350 لوگ مارے گئے۔ تو جناب اسپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جو سانحہ درینگلڈھ ہے، جس میں ساڑھے تین سو لوگ مارے گئے انکے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔ جناب اسپیکر! جب ہماری حکومت تھی تو پہلا کام ہم نے یہ کیا کہ پرویز مشرف کے باقیات کو ہم نے ختم کیے۔ انہوں نے جو DCO اور IDPO اسکے قسم کے nomenclature انہوں نے افسر صاحبان کو دیئے، وہ ہم نے سارے ختم کئے۔ ہم نے پرویز مشرف کا لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ختم کیا ہم نے اپنا لوکل گورنمنٹ آرڈیننس بنایا۔ ہم نے کمشنریٹ بحال کر کے کمشنر کو لینڈ ریونیو ایکٹ کے اختیارات دیئے۔ ہم نے ڈپٹی کمشنر کو بحال کرایا اور سب سے بہتر کام جو عوامی مینڈیٹ ہمیں ملا تھا کہ لیویز بھرتی کریں۔ ہم نے لیویز بھی بھرتی کیے آج ہمارے شنید میں آ رہا ہے کہ جام صاحب شاید پھر لیویز کو پولیس میں conversion کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ یا انکے پاس کسی نے انکے لئے پلان بھیجا ہوگا۔ تو یہ بھی میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی چیزیں آپ مت کریں جو عوام کے مزاج کے خلاف ہوں۔ جناب اسپیکر! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ گوادر کو بلوچستان کا as a winter capital declare کر دیا۔ میں نے اس لئے declare کیا کہ پاکستان کے فارن آفس میں یہ باتیں چلتی ہیں کہ فیلڈ مارشل ایوب خان نے کوئی تین لاکھ ڈالر میں مسقط سے گوادر خریدا۔ جس کے بارے میں حقائق کا مجھے پتہ نہیں لیکن میرے والد مکڈان مکران نیوی کور رہے ہیں۔ ان کے سلطان قابوس کے ماموں سید طارق، وہ اکثر گوادر آیا کرتے تھے۔ تو یہ negotiations اُس وقت شروع ہوا ہے کہ گوادر مکران کا تھا۔ گوادر تھا بلوچستان کا۔ لیکن اسکو formally گورنمنٹ کو handover کرنا تھا۔ وہ اس طرح تھی کہ جب مسقط میں شاہی خاندان کے درمیان جھگڑا ہوا۔ وہ شاہی خاندان نقل مکانی کر کے یہاں آئے۔ تو ظاہر ہے وہ شاہی خاندان تھے ہمارے مہمان تھے ہمارے لئے قابل احترام تھے۔ تو خان صاحب نے خان احمد یار خان کے زمانے میں انہوں نے کہا کہ یہ free port۔ اسکو ایک free port آپ استعمال کریں تاکہ آپ کے خاندان کا آپ لوگوں کا جو گزر بسر ہوگا وہ اس راستے سے ہوگا۔ تو جناب اسپیکر! گوادر ابھی بھی ہمارا ٹوٹا انگ ہے ہم کسی بھی سی پیک کسی بھی آر پیک اور کسی بھی طریقے سے اس طرح نہ کسی کو ہم بیچنے دیں گے نہ کسی کا اس پر قبضہ ہم قبول

کریں گے۔ اور ہم ہمیشہ یہ کہیں گے کہ یہ بلوچوں کی ملکیت ہے اور اس کو بلوچوں کی ملکیت رہنے دیا جائے۔ اور اگر کہیں بھی ہم نے سوچا کہ ہماری ملکیت اور ہماری چیزوں پر گڑ بڑ ہوگی تو ہم بھی گڑ بڑ کا جواب گڑ بڑ سے دیں گے۔ جناب اسپیکر! آپ نے سنا ہوگا کہ ریکوڈک کے بارے میں بھی ہم نے clear stand لیا تھا۔ اسی ریکوڈک پر مجھ پر خودکش حملہ بھی ہوا تھا۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ خودکش اور یہ بڑے قصبے ڈالتے ہیں۔ لیکن اُن کو ہم کہنا چاہتے ہیں کہ ابھی ذرا حوصلے سے، یعنی جو لوگ الزام تراشیاں کرتے ہیں تو ان کو الزام تراشیوں سے بالکل باز آنا چاہے۔ میں جام کمال خان سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے نانا خان احمد یار خان نے مسٹر جناح کیساتھ جو معاہدہ کیا تھا اُسکی نقل بالکل آپ کے پاس ہوگی آپ اس معاہدے کے ایڈووکیٹ بنیں، نہ کہ آپ اسکو چھپا کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! اب تو نیشنل فنانس کمیشن کے اجلاس کو میرے خیال میں کوئی 8 سال ہو گئے ہیں کہ وہ اب تک نہیں ہوا ہے۔ تو یہ بھی ہم آپکو گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ نیشنل فنانس کمیشن کی میٹنگ میں حزب اختلاف آپ کیساتھ کھڑی ہوگی تاکہ فیڈرل گورنمنٹ کو ہم باور کروائیں کہ یہ جو ہماری ملکیت ہے یہ جو ہمارا مال ہے ہمارے لوگوں کی دولت ہے یہ ہمارے لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونی چاہیے نہ کہ کئی اور خرچ ہو۔ کیونکہ آج محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے پیسے ہمارے لوگوں کے ہمارے عوام کے پیسے وہ کہیں اور خرچ ہو رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! باتیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن کیونکہ اتنا موٹا ایجنڈا آیا ہوا ہے تو یہ باتیں انشاء اللہ بعد میں آپ کیساتھ ہوتی رہیں گی۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ جنگلات و جنگلی حیات):

سب سے پہلے میں نو منتخب اراکین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جس طرح نواب صاحب نے کہا ”کہ میں بلوچوں کا بھی خادم ہوں سارے بلوچستان کے لوگوں کا خادم ہوں“۔ تو اسمیں میں اُن سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی انصاف کے تقاضوں کو بھی دیکھا کریں۔ اگر آپ کے حلقے سے کچھ لوگوں کو اٹھایا گیا ہے تو وہ بھی غلط ہے۔ اور کچھ حلقوں میں بزرگوں کو سرکار نے نہیں بلکہ سرداروں نے اٹھا کے اُنکو تھپڑیں بھی ماری ہیں اور انکی بے عزتی کی ہیں۔ تو اس بارے میں بھی وہ مہربانی کر کے اپنی بلوچیت کا ثبوت دیں۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔ میرے خیال میں ایجنڈا کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جناب محمد اکبر مینگل:

جناب اسپیکر! یہ اعتراض اٹھایا گیا ہے یہ ڈیپتھ اسکوڈ کا بندہ تھا جس نے سردار اختر مینگل کے گھر پر حملہ کیا۔ ان لوگوں کی ایما پر کیا یہ پہلی دفعہ نہیں ہے سردار مینگل کے گھر پر تقریباً چار دفعہ حملے ہوئے ہیں۔ اُن کی ایف آئی آر کاٹ کر کے ثبوت کیساتھ پولیس کے حوالے کیا گیا۔ لیکن اُسکے بعد آپ کے ریاستی ادارے آئے انکو لے کر گئے اور سامان کیساتھ انہوں نے غائب کیا۔ جس طرح کالیکشن ہم نے اپنے علاقوں میں کیا ہے، خاص کر نواب صاحب نے ذکر کیا۔ اس طرح پوری ریاست کی مشینری ہمارے خلاف تھی۔ ہمارے لوگوں کو اٹھایا جاتا تھا۔ ہمارے لوگوں کو دھمکیاں دی جاتی تھیں یہ وہ لوگ ہیں جو سانحہ شکار پور میں بھی ملوث تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سانحہ سفورہ میں ملوث تھے یہ وہ لوگ ہیں جو شاہ نورانی میں ملوث تھے یہ وہ لوگ ہیں جو کوئٹہ کے سول ہسپتال کے واقعہ میں ملوث تھے۔ یہ وہ ڈیپتھ اسکوڈ ہیں جن کی سرپرستی یہاں کے اداروں کو اور ایسے لوگوں کو سونپی گئی ہے جو اس کیلئے کھڑے ہوتے ہیں اور اس طرح کے سوالات اٹھاتے ہیں۔ دیکھیں! ہمارے لوگوں کو جس طرح اغواء کیا گیا اور جس طرح ہم نے الیکشن لڑا میں مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے اس طرح کی صورتحال کو ریاستی دہشتگردی کے سامنے کھڑے ہو کے ہمیں کامیاب کیا۔ شکر یہ۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر:

جی شکر یہ۔ ایک منٹ ابھی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی:

جناب اسپیکر! آپ کا شکر یہ میں آپ کو اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جام صاحب کو وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! اللہ کا میں جتنا شکر ادا کروں ادا نہیں ہوتا۔ مجھے رَب العالمین نے آج یہاں لا کے اس سیٹ پر بٹھایا ہے۔ جناب اسپیکر! میرا ضلع واشک پچیس تیس سالوں سے ایجوکیشن اور ہیلتھ کے حوالے سے در بدر خاک پسر ہے۔ میں وزیر اعلیٰ بلوچستان وہ صرف ایک پارٹی کے وزیر اعلیٰ نہیں ہیں تمام بلوچستان کے تمام پارٹیوں کے وزیر اعلیٰ ہیں تمام مسکین غریب لاچار سب کے وزیر اعلیٰ ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں وہ واشک میرا شکیل آجائیں میرے بسیمہ آ کے چیک کریں ہیلتھ، ایجوکیشن اور واٹر سپلائی کو دیکھیں۔ امن وامان تو بالکل میرے علاقے میں خراب ہے۔ امن وامان کے حوالے سے بھی میں عرض کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میں آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں آپ بھی آجائیں۔ براہ مہربانی میں ایم پی اے ہوں مجھے اللہ نے اور ڈسٹرکٹ واشک کے مسکین غریب عوام نے یہاں بھیجا ہے۔ آپ لوگوں سے مدد چاہتا ہوں

پلیز ڈپٹی کمشنر ہو، چاہے، اے سی ہو، چاہے ڈی پی او ہو۔ میں ایم پی اے ہوں میرے مطابق وہ وہاں آجائیں۔ کیونکہ کل خدانخواستہ ضلع واشک میں کوئی بدعنوانی ہوگی، الزام مجھے لگے گا کہ ایم پی اے آپ ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر۔ جناب بہت بہت مہربانی آپ کا میں مشکور ہوں کا بینہ کے سب دوستوں کا مشکور ہوں۔ والسلام۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔ جی اصغر صاحب میرے خیال کا رروائی کو آگے نہ بڑھائیں؟

جناب اصغر خان اچکزئی:

جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے نواب اسلم خان ریسانی کو جناب زابد علی ریکی اور اکبر خان مینگل کو اس ایوان کے رکن منتخب ہونے پر اپنی طرف سے اپنی عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ خصوصاً نواب صاحب جیسے سینئر تجربہ کار پرلیمنٹریں مجھے یقین ہے مجھے امید ہے کہ ان کے تجربے سے ہم مستفید ہوں گے۔ اور یقیناً ایک experienced Parliamentarian جو حکومت بھی کر چکے ہیں اپوزیشن کا کردار بھی ادا کر چکے ہیں۔ تو مجھے امید ہے کہ وہ اس ایوان میں صرف یہ نہیں کہ وہ اپوزیشن بیچ پر بیٹھ کے بلکہ ہم سب کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔ اور جس طرح نواب صاحب نے کہا جناب اسپیکر! ہم سب کی روایات ہیں جو درینگٹھ کا واقعہ ہوا تھا جس میں نواب صاحب کے بھائی بھی شہید ہوئے تھے تو اگر نواب صاحب کیلئے ہماری روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان تمام شہداء کیلئے اور بالخصوص ان کے بھائی کیلئے ہم سب دعا پڑھیں تو میرے خیال میں ہم اپنی روایات کو تھوڑا زندہ کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر:

دعا پڑھائیں پھر اسکے بعد کارروائی کا باقاعدہ آغاز کریں گے۔ میرے خیال میں زمر خان کا بھی

بچا بھی ہے۔

(دعاے مغفرت کی گئی)

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

جناب اسپیکر! میں اپنی طرف سے اپوزیشن کے تمام اراکین کی طرف سے اپنی جماعت کی طرف سے نواب اسلم خان ریسانی جناب اکبر مینگل صاحب، حاجی زابد ریکی کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے اس پر بھی ناز ہے کہ جمعیت علماء اسلام نے ان تینوں ساتھیوں کو full support کیا۔ مجھے یقین

ہے کہ اسمبلی میں نواب صاحب اپنے تجربے اور اسکے حوالے سے اور باقی جو حضرات ہیں اپنے وطن کے ساتھ خلوص کی بنیاد پر اسمیں ایک اہم کردار ادا کریں گے۔ میں اپنی طرف سے اور اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے انکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی:

جناب اسپیکر! شکریہ بہر حال آپ اس طرح کریں جب کسی ایک دو بندے کو اجازت دیتے ہیں ہماری بلوچستان نیشنل پارٹی۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر:

میں نے اجازت نہیں دی ہے یہ خود اٹھ گئے ہیں میں نے بٹھایا ہے۔ جی ملک صاحب! بس آپ بھی اٹھ گئے ہیں آپ بات کر لیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی:

ہم بھی اپنی پارٹی کی طرف سے نواب اسلم رئیسانی صاحب، جناب اکبر مینگل صاحب اور زاہد ربکی صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ بس شکریہ۔

جناب اسپیکر:

جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

thank you جناب اسپیکر! میں اپنی اور اپنی پارٹی کی جانب سے نواب اسلم رئیسانی صاحب، حاجی زاہد ربکی صاحب اور اکبر مینگل صاحب کو دل کی اتاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ وہ اس اسمبلی کے فلور پر ہمارے عوام کے حقوق کے لئے انکا جو تجربہ ہے وہ ہمارے ساتھ شیئر کریں گے۔ اور بہتر طور پر اسمبلی کو چلائیں گے۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔ جام صاحب! سردار صاحب کو فلور دے دیا۔ ویسے ہی بیٹھتا تو نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں (وزیر محکمہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پالیٹیشن و پبلسٹی):

اسپیکر صاحب! آپ کو مجھ سے کچھ زیادہ پیار ہو رہا ہے پہلے کچھ پیار تھا ابھی آپ کچھ زیادہ لاڈ کرنے

لگے ہیں میرے ساتھ میں کہیں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر:

آپ میرے بزرگ ہیں، دادا کے ٹائم سے آرہے ہیں ماشاء اللہ۔

وزیر محکمہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیئر:

ماشاء اللہ شکر ہے کہ اچھے بچوں کی طرح آپ نے دادا کی قدر کرنی شروع کر دی ہے۔

جناب اسپیکر:

کرنی پڑے گی کہ آپ سفید ریش ہیں۔

وزیر محکمہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیئر:

شکر یہ جناب اسپیکر! میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے نواب اسلم رئیس جی صاحب اکبر میٹنگل اور ان کا نام ریکی صاحب مجھے نام پورا نہیں آتا، ان تینوں کو اس ایوان میں خوش آمدید اور ان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ جس طریقے سے نواب صاحب نے اپنے پانچ سال پہلے یہاں بحیثیت لیڈر آف دی ہاؤس جس احسن طریقے سے اس ہاؤس کو چلایا وہ اچھی روایت کو، اپنے باپ دادا کی روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی طریقے سے یہ distinguish نہیں کریں گے کہ یہ اپوزیشن ہے یہ ٹریڈری پنچر ہیں۔ بلکہ جو اس بلوچستان کے حوالے سے اپنے تجربے کی بنیاد پر ایک قبائلی مشرکی بنیاد پر۔ اور اس ہاؤس کے بار بار ممبر کی حیثیت سے جو تشریف لارہے ہیں ان کے لوگ ان پر اعتماد کر رہے ہیں تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اس بلوچستان کے حوالے سے اس کی ترقی کے حوالے سے اس کے مسائل کے حوالے سے ہمارے ساتھ پورے ایوان کے ساتھ تعاون کریں گے، thank you very much،

جناب اسپیکر:

شکر یہ سردار صاحب۔ پی ٹی آئی کی طرف کوئی تا کہ وہ بھی پورا ہو جائے۔ آغا جان! اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔

سردار بابر خان موسیٰ خیل (ڈپٹی اسپیکر):

شکر یہ جناب اسپیکر! میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے نواب صاحب میٹنگل صاحب اور زابد علی ریکی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، شکر یہ۔

جناب اسپیکر:

جی آغا صاحب۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ ثقافت، سیاحت و آثار قدیمہ اور اسپورٹس اور امور نوجوانان):

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکر یہ اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں اپنی جانب سے تینوں معزز اراکین اسمبلی کو، اسمبلی کے اندر موجود ہونے پر اور کامیاب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ دو جملے بھی عرض کرتا چلوں۔ سکندر ایڈووکیٹ صاحب نے درست فرمایا کہ ان تینوں کی کامیابی کے پیچھے بھی ان کی پارٹی کی یقینی طور پر support ہے۔ اور یہ اچھی بات ہے دوسری بات یہ ہے میں expect کر رہا تھا اس ہاؤس کے اندر ہمارا حلقہ پی بی 26 جو کوئٹہ شہر کا ہے۔ جس کے حوالے سے ابھی تک pending میں ہے۔ تو بارہا میں نے اس ہاؤس میں بھی کہا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ کس چیز کی سزائل رہی ہے ہمارا candidate بھاری اکثریت سے کامیاب ہوا ہے لیکن ہمیں بہت سارے مسائل درپیش ہیں اُسکے باوجود ہمیں قانونی کارروائی کا پورا اختیار ہے، حق ہے ہم عدالت کے دروازے بھی کھٹکھٹائیں گے۔ اور اس امید کے ساتھ کہ یہاں ہاؤس کے اندر جتنے بھی ہماری quorams ہیں جتنی بھی ہماری strength ہے وہ یہاں مکمل طور آئیں گے۔ اور سارے یہاں آ کے اپنی قانون سازی میں، آئین سازی میں، حکومت چلانے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ thank you very much

جناب اسپیکر:

جی شکر یہ۔ وقفہ سوالات۔ جناب نصر اللہ زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 1 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

سوال نمبر 1

کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ جنگلات و جنگلی حیات میں سال 2017 تا ستمبر 2018 کے دوران فارسٹ رینجرز، جو نیئر کلرک، فارسٹ گارڈ، ڈرائیور، جیپ ڈرائیور، بیلدار، گیم واچر، مالی اور نائب قاصد کی اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، جائے سکونت اور تعلیمی قابلیت نیز گیم واچر اور فارسٹ گارڈ کی اسامیوں پر اراضی مالکان کے بھرتی کردہ ملازمین کی تعداد کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر محکمہ جنگلات:

محکمہ جنگلات و جنگلی حیات میں سال 2017 تا ستمبر 2018 کے دوران فارسٹ گارڈ، ڈرائیور، جیپ ڈرائیور، بیلدار، گیم واچر، مالی اور نائب قاصد کل (162) ملازمین تعینات کئے گئے ہیں۔ ان ملازمین

کے نام مع ولدیت جائے سکونت اور تعلیمی قابلیت نیز گیم و اجرا اور فارسٹ گارڈ کی اسامیوں پر اراضی مالکان کے بھرتی کردہ ملازمین کی تعداد و ضلع وار تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔
(فارسٹ ریجنر اور جونیئر کلرک کی کوئی بھرتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے)

جناب اسپیکر:

جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! میں منسٹر سے ازراہ کرم ایک سپلیمنٹری سوال کروں گا کہ کیا جو تعیناتیاں ہوئی ہیں جنگلات میں، اُس میں، چونکہ اکثر جگہ یہ ہوتا ہے کہ جو owner زمین کے مالک ہوتے ہیں جنگلات کے۔ کیا انکا خیال رکھا گیا ہے یا بغیر ownership کے لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے؟

جناب اسپیکر:

جی وزیر صاحب۔

میر ضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ جنگلات و جنگلی حیات):

وہ پچھلے منسٹر صاحب نے کیا تھا، میں اسکو دیکھ کر کے، چیک کر کے آپکو بتا دوں گا۔

جناب اسپیکر:

جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

شکر یہ جناب اسپیکر! سوالات کے جو جوابات ہیں آپ کے سامنے ہیں جو سوال پوچھا گیا تھا زیرے صاحب نے دوسرے context میں پوچھا ہے۔ لیکن انصاف کا تقاضہ ہے بلوچستان میں آج ہمارا توجہ دلاؤ نوٹس ہر بوئی سے متعلق بھی ہے۔ فہرست آپ کے سامنے ہے جس میں آپ دیکھ لیں کہ سارے نام ہیں۔ بلوچستان ایک وسیع و عریض صوبہ ہے بلوچستان میں جنگلات بالخصوص مکران میں بھی پائے جاتے ہیں فلات ہے خاران ہے خضدار ہے یہ سارے علاقوں میں لیکن یہ جو تعیناتیاں ہوئی ہیں گزشتہ سال، غالباً اُس وقت شاید آپ چیف منسٹر تھے۔ اُس میں اگر آپ دیکھیں لورالائی میں 44۔ کل ایک سو باسٹھ کے قریب تعیناتیاں ہوئی ہیں اُس میں 44 کا تعلق لورالائی سے اور 55 کا تعلق کوئٹہ سے ہے۔ تین کا تعلق بارکھان سے ہے۔ دو کا موسیٰ خیل سے۔ چھ کا قلعہ سیف اللہ سے۔ چار کا ژوب سے، پشین سے، قلعہ عبداللہ سے۔ لگتا ایسا ہے کہ بلوچستان میں

جنگلات کوئی چار سے چھ ڈسٹرکٹ تک محدود ہو گئے ہیں۔ اور پورے بلوچستان میں کہیں بھی نہ ہر بوئی میں نظر آیا نہ ہزار گنجی میں نظر آیا نہ خاران کے جنگلات میں نظر نہیں آئے نہ واشک کے جنگلات میں نظر آئے۔ جناب والا! یہی بے انصافیت کچھلی حکومت نے کی ملازمتوں کی مد میں بھی کی فنڈز کی مد میں کی ڈیز کی مد میں بھی کی اور کچھلی دفعہ جب ہم یہی بات کر رہے تھے کہ اس بے انصافی کو آخر ہم Undo کیسے کریں گے اس کو آپ ختم کیسے کریں گے کہ آپ بلوچستان کے اندر ماحولیات کی بات کرتے ہیں۔ environment protection کی بات کرتے ہیں۔ ہماری SDG کا ایک بہت بڑا componenet ہے، گورنمنٹ آف بلوچستان اب اسکا signatory بھی ہے۔ تو میں جناب وزیر جنگلات صاحب سے آپ کے توسط سے پوچھنا چاہوں گا جناب اسپیکر آرڈر۔

جناب اسپیکر:

جی آپ! کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جی نہیں ایسے نہیں ہوتا سردار صاحب! یہ کوئی ہوٹل میں تو نہیں بیٹھے ہیں، اسمبلی ہے۔ جب کوئی ایک معزز رکن بات کرتا ہے تو دوسرے معزز اراکین جو آپس میں بات نہیں کریں۔ یہ کوئی ریٹورنٹ تو نہیں ہے۔ This is an August House, so we have to respect the dequorum. جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے موصوف وزیر جنگلات صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔ کیونکہ ایک کمیٹی بھی بنی ہے حکومت کی کہ وہ گزشتہ ادوار میں ہونے والی جو تعیناتیاں ہیں انکے سلسلے میں تحقیقات کریں گے۔ قائد ایوان صاحب اگر سن رہے ہوں تو کیا یہ تعیناتیاں جو ہوئی ہیں یہ لگ بھی رہا ہے کہ اس میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے ہیں۔ کیا انکو منسوخ کر کے از سر نو جنگلات کے محکمے میں تعیناتیاں کی جائیں گی یا نہیں؟ thank you

جناب اسپیکر:

جی ایک بات۔ نہیں نہیں آپ نے کہا ”کہ آپ کے دور میں“۔ یہ میرے دور میں نہیں میرے سے پہلے ہوئے ہیں میرے خیال میں اُس وقت جنگلات کے وزیر لورالائی سے تھے۔ جی منسٹر صاحب!
وزیر محکمہ جنگلات و جنگلی حیات:

اسپیکر صاحب! اس میں کابینہ کی میٹنگ ہوئی تو کابینہ کے بھی تحفظات تھے۔ تو اسکے لئے آنراہیل

چیف منسٹر نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جس کو سردار عبدالرحمن کھٹیران chair کر رہے ہیں۔ جو تعیناتیاں ہوئی ہیں جو ہو رہی ہیں اور جو آئندہ ہوں گی، اُسکے بارے میں وہ کر لے گا۔
جناب اسپیکر:

سردار صاحب! آپ سے پوچھا تو نہیں، جی۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران (وزیر محکمہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیئر):

معزز رکن نے جو ضمنی سوال کیا ہے وہ specific اس نے جنگلات کے بارے میں کیا ہے۔ لیکن میں تھوڑی سی گزارش کرونگا اسپیکر صاحب! کہ معزز رکن نے ابھی اس کی نشاندہی کی اس سے پہلے ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس اس چیز کو دیکھ چکے ہیں اس پر ہماری کابینہ کا اجلاس ہوا ہے اس پر سیر حاصل بحث ہوئی ہے اس میں کابینہ نے مجھے چیئر مین مقرر کیا ہے۔ اور میرے ساتھ کابینہ کے دوست ہیں ہماری ایک کمیٹی بنی ہے۔ ہم آپ کو اس ایوان کو اعتماد میں لیتے ہوئے اس میں دو تین اس کے component ہیں جس پر ہم جارہے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جو بھرتیاں ہو چکی ہیں اس پر ہمارے سی ایم صاحب نے serious concern لیا ہے کہ آیا وہ صحیح ہوئی ہیں غلط ہوئی ہیں اقراء پروری ہوئی ہے یا اس میں کیا سلسلہ ہے؟ دوسرے نمبر پر کچھ ایسی پوسٹیں ہیں جو پاپ لائن میں ہیں۔ جس پر انہوں نے so called tests and interviews کئے ہیں وہ ہمارے سی ایم صاحب نے حکم دیا ہے اُسکو بھی روک دیا گیا ہے، یہ دو۔ تیسرا component اس کا یہ ہے کہ نئی آنے والی بھرتیاں ان کے بارے میں کیا طریقہ کار ہم طے کریں گے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ decentralize ہو جائے ان کے بارے میں ہم ان نئی بھرتیوں کو مد نظر رکھ کر ایک لائحہ عمل تیار کریں گے اور انشاء اللہ وہ صاف و شفاف ہوگا۔ نہیں، نہیں اُس میں گزارش یہ ہے کہ ہماری کمیٹی ریکمینڈیشن دیگی کابینہ کو کیونکہ straight-away اگر ہم cancellation میں جاتے ہیں تو کوئی کورٹ میں جائیگا کوئی کیا کریگا litigation میں چلا جائیگا یہ 28, 29 ہزار پوسٹیں ہیں ہماری سب رُک جائیں گی مسئلے بنیں گے۔ تو اس میں recommendations دیں گے through کیونٹ ہم proper طریقے سے آئیں گے۔ میں اس وقت تو کوئی comment نہیں کر سکتا کہ اسکو cancel کریں۔ ممکن ہے کچھ جگہوں پر ایسی ہوں جن پر codal formalities پوری ہوں۔ اُنکو تو ہم rationalise یا جو بھی آپ کہہ سکتے ہیں وہ کر دیں گے۔

جناب اسپیکر:

جی شکر یہ سردار صاحب۔

وزیر محکمہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پالیٹیشن ویلفیئر:

سر! ایک منٹ - دوسرا یہ ہے کہ اسمیں جو بھی انشاء اللہ ہم اس ایوان کو اعتماد میں لیں گے۔ day-one سے ہماری گورنمنٹ کا یہ وعدہ ہے کہ ہم کوئی ایسی چیز نہیں کریں گے جس میں کسی کی حق تلفی ہو۔ تو اس میں کمیٹی بن چکی ہے اس کا پہلا اجلاس میں نے منعقد کیا ہے اسکے بعد مجھے اسلام آباد جانا پڑا۔ لیکن with due apology اسپیکر صاحب! شاید بیورو کریسی کو inhale وہ ہضم نہیں کر رہے کہ ایک منتخب اسمبلی آ چکی ہے اسکے منتخب نمائندے ہیں۔ تو پہلے اجلاس میں کوئی ڈپٹی سیکرٹری آیا، ایڈیشنل سیکرٹری آیا، کوئی SO آیا۔ تو میں نے سختی سے کہا کہ اگلا اجلاس جو ہوگا اس میں تمام سیکرٹریز اپنے مکمل feed-back کے ساتھ آئینگے کہ کیا ہوا؟ اور بلکہ اس میں جو بھرتیاں ہو چکی ہیں۔ جناب! معزز رکن کو میں یقین دلاتا ہوں کہ انکا پورا پورا ہم بائیو ڈیٹا لے رہے ہیں، even شناختی کارڈ سے اُسکی یونین کونسل تک ہم جارہے ہیں۔ تو انشاء اللہ آپ کو اچھا result دیں گے۔ thank you very much۔

جناب اسپیکر:

جی سردار صاحب! ایک چیز نوٹ کریں کیونکہ کافی عرصے سے پوسٹیں خالی ہیں۔ بیروزگاری بہت زیادہ ہے۔ جتنا speed اسکو کر سکتے ہیں اسکو کریں اور باقی جو ہمارے لوگ بیروزگار ہیں، وہ پوسٹیں پڑی ہوئی ہیں ان کو آپ complete کریں۔ جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

جناب اسپیکر! یہ questions زیرے صاحب لے آئے ہیں۔ یہ کافی معنی خیز ہیں اور یہی ہوتا رہا پچھلے ادوار میں کہ وہ اپنے اپنے لوگوں کو complete کرتے رہے ہیں۔ اور باقی بلوچستان کے ہتھدار لوگ ہیں انکو نظر انداز کیا گیا ہے۔ ایک تو وزیر صاحب سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کمیٹی جو انہوں نے بنائی ہے تو کیا اسمیں یہ پوزیشن کے کسی دو چار ممبروں کو بھی ساتھ لے کر چلیں گے۔ تاکہ معاملہ مزید transparent ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے جی کہ گورنمنٹ کے علم میں ہوگا کہ یہ کورٹ کے آرڈر ہیں کہ class four کی جو پوزیشن ہے وہ اسی یونین کونسل کی اسی تحصیل کے اسی ڈسٹرکٹ کے لوگوں کو لیا جائے لیکن interim-government کے دوران ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بھی کافی بھرتیاں کی ہیں۔ اور اسمیں ایسا ہی ہوا ہے کہ اس ڈسٹرکٹ سے باہر کے لوگوں کو وہاں بھیجا گیا ہے۔ وہاں چپڑا اسی کی پوسٹ پر پشین کوئٹہ والا تو نہیں جائیگا نہ زیارت والا نہ دکی جائیگا۔ اس طرح کی بہت ساری باتیں ہونیں خصوصاً ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں

interim-government کے دوران ہوا ہے۔

جناب اسپیکر:

میرے خیال میں یہ اس question سے related نہیں ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

یہ نوکریوں سے related ہے نا۔

جناب اسپیکر:

نوکریوں کا نہیں question جنگلات کا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

آپ کی بات صحیح ہے۔ لیکن میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے تماشے ہوتے رہے ہیں اور interim-government میں بہت ہوئے ہیں۔ تو کیا وزیر صاحب ہاؤس کو یہ فرمائیں گے یا تسلی دلائیں گے کہ یہ جو interim-government کے اندر ہوئے ہیں، تین چار مہینوں میں، ان appointments کے متعلق اُنکا کیا خیال ہے۔ اور اس کمیٹی جس کو سردار صاحب head کر رہے ہیں اپوزیشن کی کوئی سا کھ رکھیں گے یا نہیں؟ کیونکہ اس کے بغیر ہاؤس کی یا اپوزیشن کی تسلی تو ناممکن ہے، شکریہ۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔

وزیر محکمہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیئر:

جناب اسپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ یہ ایک پارلیمنٹ کی کمیٹی نہیں ہے بلکہ کابینٹ کمیٹی ہے جس میں کابینٹ کے ممبر جو کابینٹ کا حصہ ہوتے ہیں اُنکی کمیٹی بنائی گئی ہے ہم کابینٹ میں اس کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔ انشاء اللہ آپ سب کو ہم دونوں اطراف کو اعتماد میں لیں گے اور جہاں تک آپ فرما رہے ہیں کہ class four کی اُس یونین اُس ایریا سے ہوتی ہے۔ کورٹ کے علاوہ بھی اس کا ایک طریقہ کار ہے جو By-Laws ہیں اُسکے اندر mention ہیں۔ اس میں تو انشاء اللہ ہم نے آپ سے گزارش کی کہ آپ دیکھیں گے کہ ہم اچھا deliver کریں گے اچھا result دینگے آپ کو۔ شکریہ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

چلیں سوال نمبر 48 پر۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔ سید محمد فضل آغا صاحب! اپنا سوال نمبر 48 دریافت فرمائیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

سوال نمبر 48 جناب والا! ہم نے۔۔۔۔

جناب اسپیکر:

پہلے سوال کریں بعد میں اسکو۔۔۔۔۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

مسئلہ یہ ہے کہ میں نے گورنمنٹ آف بلوچستان سے گزارش کی تھی کہ ہاؤس کو بتایا جائے کہ بلوچستان

کے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر:

سر! سوال تو آیا ہوا ہے، 48 اسکو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر:

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی کس کے پاس ہے؟

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

جناب اسپیکر! جو متعلقہ سوال ہے table ہوا ہے جو answer آیا ہوا ہے اسکو دیکھا جائے اس میں

جو تفصیل ہے۔

جناب اسپیکر:

پہلے میرے خیال میں پڑھا ہوا تصور کرتے ہیں، پھر سپلیمنٹری پر جاتے ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: سوال نمبر 48

کیا وز ملازمتہائے عمومی نظم و نسق ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں تعینات گریڈ 19 کے وہ افسران جو گریڈ 20 میں اور 18 کے وہ افسران جو گریڈ 19 اور اسی طرح

گریڈ 16 کے وہ افسران جو گریڈ 17 میں خدمات سرانجام دئے رہے ہیں کے نام مع ولدیت، عہدہ گریڈ، محکمہ

اور جائے تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وز ملازمتہائے عمومی نظم و نسق:

فہرست افسران جنہیں ایک درجہ زیادہ تعینات کیا گیا ہے۔

بی پی ایس۔ 19

سیریل نمبر	افسر کا نام	تاریخ آمد	موجودہ جائے تعیناتی	تاریخ تعیناتی	لوکل اڈو میسائل
1	کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد طارق	8-5-2008	ڈائریکٹر جنرل ای پی اے	4-9-2016	بلوچستان
2	سید فیصل احمد	10-5-2010	کمشنری ڈویژن	12-10-2018	بلوچستان
3	مسٹر شان الحق	25-7-2016	ممبر سبٹ	26-9-2018	پنجاب
4	مسٹر ولی محمد بڑیچ	13-9-2012	ایم ڈی کیو واسا	29-6-2018	بلوچستان
5	مسٹر عثمان علی خان	9-1-2018	کمشنر نصیر آباد	21-6-2018	پنجاب
6	مسٹر جاوید اختر محمود	6-3-2018	اسپیشل سیکرٹری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ	29-6-2018	پنجاب

بی پی ایس۔ 18

7	مسٹر شاہ زیب خان کاکڑ	10-6-2013	اے ایس (اسٹاف) پی ایس ٹو سی ایم	19-8-2018	بلوچستان
8	مسٹر ناصر محمود بشیر	26-1-2016	اے ایس پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ	14-2-2018	پنجاب
9	کیپٹن (ر) فرخ عتیق خان	1-3-2016	ڈی سی کچی	21-6-2018	بلوچستان
10	کیپٹن (ر) محمد وسیم	12-4-2013	ڈی سی گوادر	21-6-2018	پنجاب
11	مسٹر حبیب الرحمن جاموٹ	10-7-2014	اے ایس فنانس ڈیپارٹمنٹ	9-10-2018	بلوچستان
12	آغا نبیل اختر	17-12-2013	ڈی سی قلات	12-9-2018	پنجاب
13	آغا شیر زمان	22-1-2015	ڈی سی جعفر آباد	25-9-2018	سندھ
14	میجر (ر) بشیر احمد	14-12-2016	ڈی سی کچھ اتر بت	21-6-2018	بلوچستان
15	میجر (ر) اورنگ زیب بادینی	14-12-2016	ڈی سی پشین	21-6-2018	بلوچستان
16	میجر (ر) الیاس کبزی	14-12-2016	ڈی سی خضدار	21-6-2018	بلوچستان
17	کیپٹن (ر) طاہر ظفر عباسی	21-6-2018	ڈی سی کوئٹہ	21-6-2018	پنجاب
18	مسٹر سکندر ذیشان	21-6-2018	ڈی سی سبیلہ	21-6-2018	پنجاب
19	مسٹر محمد قسیم خان کاکڑ	27-3-2018	ڈی سی چاغی	12-9-2018	بلوچستان

بی پی ایس - 17

سندھ	9-10-2018	ایکٹنگ ڈی ایس فنانس ڈیپارٹمنٹ	17-2-2014	مسٹر ظہیر سلیم	20
سندھ	29-6-2018	اے ڈی سی (ر) گوادر	16-9-2015	مسٹر شریل نور	21
بلوچستان	9-5-2018	اے ڈی سی (ر) کونڈ	30-9-2015	مس بتول اسدی	22
بلوچستان	9-10-2018	ڈی ایس تھری ہوم ڈیپارٹمنٹ	29-1-2016	فٹ لیفٹ یاسر حسین	23
سندھ	14-9-2018	ڈپٹی ڈائریکٹر بن لیو پرنس	29-1-2016	مسٹر جنید اقبال خان	24

انجینئر سید محمد فضل آغا:

میری گزارش تھی سوال کرنے کا مقصد یہی تھا کچھلے ادوار میں بلوچستان کے تمام محکموں میں جو نیئر افسرز کو سینئر پوسٹوں پر لگایا گیا ہے۔

جناب اسپیکر:

یہ تو آپ نے دے دیا ہے اس میں سپلیمنٹری ہے جو جواب آیا ہے اس میں سپلیمنٹری کیا ہے آپ کا؟

انجینئر سید محمد فضل آغا:

سپلیمنٹری یہ ہے کہ وہ جواب نامکمل ہے انہوں نے صرف DMG's کے حوالے سے ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ اتنے 19 گریڈ کے 20 میں اتنے 18 کے 19 میں اور اتنے 17 کے 18 میں کام کرتے ہیں۔ اور وہ صرف ڈسٹرکٹ مینجمنٹ کے حوالے سے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ تمام محکموں میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور آج بھی ہے کہ جو نیئر افسرز سینئر پوسٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سینئر آفیسرز سڑکوں پر دھکے کھا رہے ہیں تو یہ سوال میرے خیال میں نامکمل ہے۔ تو جام صاحب سے گزارش ہے کہ جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں، وہ انفارمیشن ہاؤس کو مہیا کی جائے۔

جناب اسپیکر:

جی۔ incharge of C&W۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

شکریہ محترم اسپیکر صاحب۔ آنریبل ممبر نے ایک بڑا important سوال اٹھایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کا معاملہ بہت عرصے سے رہا ہے۔ اور شاید یہ ہماری کولیشن گورنمنٹ آج یہاں موجود ہے ہم نے جو سب سے پہلا قدم اگر کسی بھی حوالے سے اٹھایا ہو۔ وہ subject یہی تھا کہ جہاں ہم نے محسوس کیا کہ

بہت سارے گریڈ کے ایسے افسرز ہیں جو کہ شاید اپنے کیڈر کے حوالے سے یا اپنے designation کے حوالے سے اپنے گریڈ کے حوالے سے سینارٹی میں نہیں آتے۔ وہ ایسی پوسٹوں پر ہیں۔ اور بہت سارے ایسے افسرز بلوچستان کے اندر جو مختلف یا تو وہ او ایس ڈی ہیں یا تو concerned post پر ہی ہیں۔ تقریباً آپ اگر ان دو ماہ کا میرا خیال ہے اگر پورا ریکارڈ بھی انشاء اللہ چاہیں گے کہ ہم نے کہاں کہاں کس کس قسم کے، کس کس level کے کس کس گریڈ کے افسرز کو تعینات کیا ہے۔ ACS سے XEN تک، کمشنریٹ تک، تو آپ کو میرا خیال hardly کوئی ایسا کیس ملے گا جہاں آپ اس پر تنقید کر سکیں گے یا آپ کو ایسا محسوس ہوگا جہاں میرٹ کو، کیڈر کو، سناریٹی کو یا کسی اور چیز کو ہم نے مد نظر نہیں رکھا۔ آپ کا یہ مطالبہ بالکل جائز ہے کہ ہم نہ صرف in concerned departments یا in concerned sector کے کیڈر کی تفصیلات آپ کو دیں۔ بلکہ اگر آپ چاہیں گے کہ بلوچستان کے ہر کیڈر کے حوالے سے یا concerned sector کے حوالے سے آپ کو تفصیلات ملنی چاہئیں۔ بالکل اس ہاؤس کو ہر ایسی معلومات بالکل ملیں گی اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہے انشاء اللہ fresh question اگر آپ کہیں بلکہ اسکی continuation میں بھی جو ہمارے یہاں ڈیپارٹمنٹ بیٹھے ہیں انشاء اللہ وہ بھی اس ہاؤس کو پیش کی جائیں گی۔ یہاں آپ کو ہر چیز کی تفصیل ملے گی انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

جناب اسپیکر! قائد ایوان نے بھی خود اس بات کو محسوس کیا ہے اور میں انکی اس یقین دہانی سے مطمئن ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ تمام ڈیپارٹمنٹس میں جتنے بھی سینئر پوسٹوں پر جو نیئر لوگ ہیں وہ پوری انفارمیشن اس ہاؤس کو مہیا کریں تو مشکور ہوں گا، بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب! میرے سوالات باقی ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا! sorry جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب! اپنا سوال نمبر 62 دریافت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سوال نمبر 62۔

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کے سال 2018ء میں اب تک کل کتنے دورے روزٹس کیے اور ان دوروں پر کل کس قدر لاگت خرچہ آیا ہے مکمل تفصیل دی جائے؟
وزیر اعلیٰ:

اس ضمن میں جواب عرض ہے کہ سال 2018 میں وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے اب تک صوبے کے مختلف اضلاع میں 1444 اسکیمات کا معائنہ کیا ہے اور ان پر ٹی اے رڈی اے اور گاڑیوں کے ایندھن وغیرہ کی مد میں مبلغ 1044173 دس لاکھ چوالیس ہزار ایک سو تہتر روپے کے اخراجات ہوئے ہیں۔
جناب ثناء اللہ بلوچ:

thank you جناب اسپیکر سوال نمبر 62 سوال پڑھ کر سنادوں یا سی ایم صاحب جواب دے گا۔

جناب اسپیکر:

نہیں سوال تو already آیا ہے۔ جی چیف منسٹر صاحب جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
میرے خیال میں سپلیمنٹری پر آجائیں۔

قائد ایوان: ok۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

thank you جناب اسپیکر صاحب! آپ میرے سوال کو ذرا غور سے پڑھیں اردو میں ہے، انگلش میں اس لیے نہیں لکھا شاید پڑھنے میں تکلیف ہو۔ اس میں یہ ہے کہ مکمل تفصیل دی جائے۔ سوال کے آخر میں یہ ہے کہ کیا وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق یعنی ایس اینڈ جی اے ڈی ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کے سال 2018ء میں اب تک کل کتنے دورے روزٹس ہوئے؟ کس قدر اخراجات آئے، ان کی مکمل تفصیل؟ یعنی ہمیں دورے کے ساتھ ان اسکیموں کی تفصیلات چاہیے تھیں کہ کن کن اضلاع میں کتنی کتنی بڑی نوعیت کی اسکیمیں تھیں؟ اور ان پر جو وزٹ کیئے گئے۔ ان کی معلومات چاہئیں۔ تو اصل میں یہ اسمبلی ہم تو کوئی ABC کا لائنس لینے نہیں آئے کہ جی چار۔ ابھی جواب جو ملا ہے وہ صرف دو لائنوں پر مشتمل ہے۔ نمبر 1 یہ ہے کہ جی 444 schemes have been visited۔ اور ٹوٹل اخراجات one million something ان پر آئے ہیں۔ اب میں اس میں جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے چھوٹی سی ایک تجویز بھی

وزیر اعلیٰ صاحب کو دوں گا جو اس وقت ایس اینڈ جی اے ڈی بھی اُنکے پاس ہے دیکھیں سی ایم انسپیکشن ٹیم یہ ایک عوامی ادارہ ہے ایک یہ accountability کے جو بھی governance میں mechanism ہوتے ہیں ان میں سے ایک ٹول جو آپ شفافیت اور احتساب کو ممکن بناتے ہیں ان عمل کے ذریعے سے۔ لیکن بد قسمتی سے پچاس ساٹھ سالوں میں مجھے بلوچستان کے کسی بھی پڑھے لکھے شخص یا بلوچستان کی کسی بھی جگہ کا بتا دیں کہ سی ایم انسپیکشن ٹیم نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کیا ہو بہت بڑے گھپلے explore کیے ہوں۔ انہوں نے جو بلوچستان میں آج کرپشن کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر اپنا نام بنا لیا ہے۔ وہاں انہوں نے کوئی ایسے loopholes development کے problems تلاش کر لیے ہیں۔ unfortunately کوئی بھی ایسی رپورٹ ہمیں سی ایم آئی ٹی کی نظر نہیں آتی۔ اُس کی ایک وجہ ہے کہ اس دفعہ سی ایم انسپیکشن ٹیم میرے ڈسٹرکٹ میں بھی گئی ہے میں نے جب ڈپٹی کمشنر کو فون کیا:

informed me that he is busy in meeting, that CMIT is visiting Khran. میں نے کہا جناب والا! میں منتخب نمائندہ ہوں خاران سے میں پوری دنیا گیا ہوں گورننس کا ایک ٹول ہے، accountability ہے۔ سی ایم انسپیکشن ٹیم کو اپنا یہ پبلش کرنا چاہیے تھا اخبار میں دینا چاہیے تھا۔ کہ وہ خاران کا visit کر رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُسکو یہ پبلش کرنا چاہیے تھا کہ وہ کون کون سے علاقے کا visit کریں گی۔ کون کون سی اسکیمات مشکوک ہیں۔ تاکہ ان اسکیمات سے متعلق صرف میں متاثر نہیں ہوں۔ وہاں لوگوں کی زمینیں متاثر ہوئی ہیں ان کے جو پیسے متاثر ہوئے ہیں فنڈز متاثر ہوئے ہیں بہت بڑے لیول پر کرپشن ہوئی ہے۔ اور وہ کیا کہتے ہیں کہ fake projects ہوئے ہیں۔ 35 ملین خاران میں ایک دن میں جناب والا! draw کیا گیا ہے سڑک اپنی جگہ پر وجود بھی نہیں رکھتی۔ اسی طرح لوگوں کو بہت زیادہ۔ تو CMIT وہ بالکل خلائ مخلوق کی طرح نظر نہیں آتی۔ invisible سا لوگوں کا ایک گروپ ہے۔ وہ چلے جاتے ہیں، وہاں بیٹھتے ہیں۔ وہی ڈپٹی کمشنر اور اداروں کیساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر کے اپنی رپورٹ مرتب کرتے ہیں۔ تو جناب قائد ایوان! آپ کے توسط سے جناب اسپیکر! میں سوال پوچھوں گا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سی ایم آئی ٹی کے طریقہ کار کو بہتر بنانے کے لیے کیا ہم ایک نئی حکمت عملی نہ اپنائیں؟ کہ یہ جب جائیں تو چیزیں پبلش ہوں۔ ان کی رپورٹس آئیں وہ اخبارات میں آئیں۔ اور جن اسکیموں پر انہوں نے کوئی گھپلے، کوئی frauds، کوئی embezzlement، کوئی کرپشن، کوئی اس طرح کی irregularities اگر انہوں نے نوٹ کی ہیں، وہ اس ہاؤس میں پیش کیے جانے چاہیے تھے۔ ہمیں 444 سے غرض نہیں ہے۔ بلوچستان میں 5 ہزار

اسکیمیں اس وقت رواں دواں ہیں۔ میرے سوال کرنے کا مقصد بھی یہی تھا اور مجھے معلوم تھا کہ اس ایوان کو، اس ادارے کو کوئی بھی serious نہیں لے لیتا۔ ناں تو سوال کو seriously پڑھا جائیں گا نہ سوال کا کوئی serious جواب یہاں ملے گا۔ تو جناب قائد ایوان اگر آپ کے توسط سے اگر اس سلسلے میں کچھ بولنا چاہیں۔ thank you

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

قائد ایوان:

بہت بہت شکریہ۔ میں اس سوال کی مجموعی details کے حوالے سے کسی حد تک آپ سے اتفاق کروں گا کہ ایک 444 basic numbers of schemes کا نام دے کر اور پھر ایک دس لاکھ جو اخراجات آئے۔ یہاں تک اس رپورٹ کو کم از کم اس جواب کو محدود نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ ہر 444 جتنی بھی اسکیمیں ہیں، ان کا نام بھی ہونا چاہیے تھا۔ اس کی detailing کم از کم اس حد تک ہونی چاہیے تھی کہ ہر ایک اسکیم کی کہ کون کون سی ہیں جہاں جہاں یہ گئے تھے۔ I totally agree۔ میں ضرور یہ کوشش کروں گا میں instruct کرتا ہوں حالانکہ ابھی بھی گیلری میں آفیسرز بیٹھے ہیں کہ اگر وہ بات جو سن رہے ہیں کہ وہ ایک پوری سی ایم آئی ٹی کی جو یہ لسٹ ہے وہ ہمارے پورے ممبرز کو چونکہ ایک حصہ ہے اسمبلی کے سوال کا۔ تو ہر ممبر کے لیے ضرور پیش ہونا چاہیے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) دوسری حد تک، ماضی میں یہ ضرور رہا ہے۔ سی ایم آئی ٹی ایک وہ ادارہ ہوتا تھا جہاں جس افسر کی ضرورت یا جو افسر کم از کم کسی حوالے سے، کسی بات میں نہیں آتا تھا یا کسی مشورے میں نہیں آتا تھا، تو اُسکے لیے parking lot بنایا جاتا تھا سی ایم آئی ٹی کو۔ اور سی ایم آئی ٹی کے جب پہلی دفعہ یہ سی ایم آئی ٹی حکومت میں ہم جب آئے تو کچھ وزراء بھی ہمارے ساتھ تھے، جب ہم سی ایم آئی ٹی کے حوالے سے معلومات لیں تو پتہ چلا کہ بورڈوں کے حساب سے رپورٹیں پڑی ہوئی ہیں اور رپورٹوں کو بنائی جاتی ہیں اور بغیر کسی کام کے ختم بھی ہو جاتی ہیں۔ بلکہ یہاں تک بات بھی آئی کہ سی ایم آئی ٹی کا mechanism ہی تباہ تھا، نہ کوئی طریقہ کار تھا نہ کوئی انکو assistance تھی نہ ان کے پاس کوئی اور ایسے طریقہ کار تھا budgeting کا کہ وہ جا کر properly کام بھی کر سکیں۔ ہم نے ایک چیز examine یہ کی کہ ہم نے کہا کہ سب سے پہلے تو اُسکا structure change کیا جائے۔ تو ہم نے سی ایم آئی ٹی کے ممبرز ہوں، چیئرمین ہو، اُنکا پورا structure change کیا۔ اُن کو facilitate کرنے کے لیے ہدایت دی گئی کہ وہ اپنا کام اب start کریں صحیح طریقے سے۔ اور پھر ہماری جو کیبنٹ کی میٹنگ ہوئی اُس میں

ہمارے آنر ایبل ممبر reference بتا رہے تھے۔ یہ میں چونکہ تھوڑا سا explain کروں کہ ہم نے ابھی تک کیا کیا ہے اس میں۔ تو پی ایس ڈی پی ایک بہت بڑا issue پورے بلوچستان میں۔ آج سے نہیں اس گورنمنٹ میں ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ اور یہ PSDP's ہمیشہ اس طریقے سے بنے ہیں کہ on-goings تو پندرہ پندرہ، بیس بیس سال سے چل رہی ہیں complete نہیں ہو رہی اور نئی اسکیموں پر اسکیمیں آرہی تھیں جو کہ شاید ایک ضرورت بہت ساری گورنمنٹس کی بنتی جا رہی تھی۔ ہم کم از کم as a نئی گورنمنٹ آئے ہیں تو ہماری اسکیمات آئیں۔ اور ماضی میں جو گورنمنٹ نے اپنی اسکیمات دی ہیں، کوئی ساٹھ ستر اور اسی فیصد complete ہو چکی ہیں صرف 15% مزید پیسے دینے ہیں اور ان کو complete کرنا ہے لیکن آٹھ، آٹھ سالوں سے ان کے پیسے نہیں دیئے گئے۔ تو سی ایم آئی ٹی کو یہ task دیا گیا کہ سب سے پہلے آپ ان اسکیموں پر جائیں گے جن کی ابھی ہم نے اپنی کیبنٹ کے اندر ایک کمیٹی بنائی ہے کہ ہم ان پیسوں کو جو مزید ایک ڈیمانڈ آرہی ہے، ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے، ضلعوں کی طرف سے اور سب کی طرف سے کہ ان اسکیموں کو complete کیا جائے۔ تو پہلا ٹاسک اُنکو یہ دیا تھا کہ ساٹھ ستر سے نو تک وہ اسکیمات جن پر پیسے بھی خرچ ہو گئے ہیں۔ جن کی عمارتیں بھی کھڑی ہو گئی ہیں۔ جو کم از کم کتاب میں ہیں، جو کتاب یا رپورٹس کی صورت میں جب ہمارے سامنے پیش ہوتی ہیں۔ تو اس میں دکھایا جاتا ہے کہ جی دوازہ بھی لگا ہے کھڑکی بھی لگ گئی ہیں چھت بھی بن گئی ہے گراؤنڈ بھی بن گیا ہے بجلی بھی آگئی ہے کیا exist کرتا ہے نہیں کرتا ہے؟ تو یہ سی ایم آئی ٹی جب ٹیمیں عموماً جب ان علاقوں میں گئی تو اس کو بہت ساری ایسی اسکیمیں ملی ہیں جب پی سی ون کو سامنے رکھا گیا تو اُس کتاب میں یہ complete تھیں اور وہاں in-complete تھیں۔ اب چونکہ ہمیں اپنے پی ایس ڈی پی کی ہماری جو کمیٹی بنی ہے۔ انہوں نے پیسے ریلیز کرنے ہیں پہلے تو ہم نے یہ تعین کیا کہ ہم کم از کم ستر سے نوے فیصد اسکیموں کو پہلے فیز پر ان کے لیے جو مزید پیسے مانگے جا رہے ہیں کہ واقعی انکے لئے دیئے بھی جائیں یا یہ اسکیمیں exist کرتی ہیں نہیں کرتیں؟ اب اُس میں ایک بہت بڑا problem کیا آ گیا تھا کہ جس پر معزز رکن نے highlight بھی کیا تھا کہ ہم بغیر اطلاع ہماری ٹیمیں کیوں گئی ہیں؟ عموماً اگر ہم اطلاع دیتے۔ یہ وہ اسکیمیں ہیں جو تقریباً دس سے بیس فیصد والی ہیں۔ جن میں پیسے ریلیز بھی ہوئے ہیں پیسے نکال بھی لیے گئے ہیں لیکن گراؤنڈ پر نہیں لگے ہیں۔ تو عموماً ہمارے لوگ پھر mobilization پر start کر دیتے ہیں۔ ٹھیکیدار اور XEN کو پتہ چل جائیگا۔ concerned کچھ لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ سی ایم آئی ٹی کی ٹیم فلاں فلاں جگہ آرہی ہے۔ اب جس کو پتہ ہے کہ اس نے یہ کام complete نہیں کیا ہے تو وہ

اس کام کے پیچھے فوراً وہاں مشینری بھی اور مزدور بھی engage کر دے گا۔ مجھے اور آپ کو یہ دکھائے گا کہ دیکھیں جی میں تو کام کر رہا ہوں۔ تو ہماری ٹیم نے باقاعدہ 1444 اسکیمیں ہیں ہر ایک اسکیم کی ویڈیو بنائی ہے۔ اور باقاعدہ اس پر پی سی ون کو سامنے رکھتے ہوئے ایک concerned انجینئر کو سامنے رکھتے ہوئے اسکی پوری details نکالی گئی ہیں۔ yes یہ بے معنی ضرور رہی ہوں گی لیکن پہلی فیئر میں کم از کم ہم انکو اس حوالے سے اپنے کام میں لا رہے ہیں کہ ہماری جو کینٹ کی کمیٹی بنی ہے جو پی ایس ڈی پی review کر رہی ہے کہ ہم جو یہ ساٹھ سے ستر اسکیموں کے لیے پیسے دے رہے ہیں، اسکی وہ authentication کیا ہے۔ تو ہماری بہت ساری اسکیمز پر سی ایم آئی ٹی کی رپورٹ آئی ہے۔ بہت ساری اسکیمز کو انہوں نے question mark کیا ہے۔ بہت ساری اسکیمز میں انہوں نے کمزوریاں نکالی ہیں۔ اور بہت ساری اسکیموں میں انہوں نے باقاعدہ ہمیں دکھایا ہے کہ یہ وہ اسکیم ہیں جن کے لیے فنڈنگ یا انکے لیے کم از کم انکے bills نہیں روکے جائیں یا انکو release کیا جائے۔ تو اس حوالے سے ایک mechanism in-place ہے۔ دوسرے فیئر میں اس کو اسی طرح بہت ساری چیزوں میں آگے تقسیم بھی کیا جائیگا۔ اور اُس کام کو بڑھانے کے لیے ایک طریقہ کار بھی ضرور ہوگا۔ بالکل آپ کی بات صحیح ہے میرے خیال ہاؤس کبھی بھی اپنی تجویز کسی بھی حوالے سے دے سکتا ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں صرف سی ایم آئی ٹی نہیں بلکہ بلوچستان میں ہر ادارے کے حوالے سے ہم ایک legislation لائیں۔ ہم یہ دیکھیں کہ کون کون سی چیزوں میں کیا کمی بیشی ہے۔ کن کن اسکیموں کے اندر کن کن سیلٹرز کے اندر ایجوکیشن ہو، ہیلتھ ہو۔ ایک چھوٹی سی بات کہوں گا معزز ممبر نے چونکہ نام لے کر مجھے مخاطب کیا تھا، نواب رئیسانی صاحب نے۔ تو اس میں یہ کہوں گا کہ ہم نے لیویز کو strengthen کرنے کیلئے، سب سے پہلے اپنی کینٹ کی میٹنگ میں، ہم ایک پہلا ایجنڈا لائے تھے کہ ہم لیویز کو strengthen کریں گے۔ اُسکے انفراسٹرکچر اُسکے مین پاور اور اسکی ٹریننگ کو، اُسکے بجٹ کو۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) تو یہ already in-place آچکا ہے، پہلی کینٹ کے ایجنڈا میں اور اسی طرح ہمارے پہلے ایجنڈا میں اسی طرح پی ایس ڈی پی بھی تھا ہمارا یہ نوکریوں کا سلسلہ آج اس پر سوال اٹھا ہے، جس کو ہمارے معزز ممبر chair بھی کر رہے ہیں۔ ان سب چیزوں کو جس طرح یہ مسئلہ صرف اس لیے نہیں کہ ہم سرکار میں ہیں۔ ہم اسکو serious لے رہے ہیں، یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ تو خیر میں سپلیمنٹری کو تھوڑا extend نہیں کروں گا کہ یہ جواب ضرور دوں گا کہ سی ایم آئی ٹی کے اندر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے اور بہت سارے، آپ بھی اپوزیشن پنچر کے ایسے دوست ہیں جو میرا خیال اس میں بہت اتفاق بھی کریں گے کہ جب وہ کمیٹیاں وہ سی ایم آئی ٹی

اگر انکے ضلعوں میں گئی ہے تو انہوں نے باقاعدہ ایسی اسکیمز کی نشاندہی کی ہے۔ ہماری پنچر میں ایسے ہیں کہ واقعی اُن علاقوں میں اُن اسکیموں پر بالکل ناقص کام ہوا ہے انہوں نے identify کی ہے اور اب وہ ہماری کمیٹی کو بہت ایک بڑی support مل رہی ہے، کم از کم ان اسکیمز کی لسٹ ہم علیحدہ کر رہے ہیں کہ ان کی further investigations ہوں اور جو clear ہیں، اُن پر مزید آگے کام ہوتا رہیگا۔ thank you

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

جناب اسپیکر! Leader of the House نے بڑی تفصیل سے بات بتائی۔ لیکن پورے بلوچستان میں یہی بد حالی ہے اور تمام اسکیمات کا یہی حال ہے۔ کہیں پر تو اسکیمات ہیں ہی نہیں۔ اور جہاں ہیں وہاں اُن کی quality بہت پیچھے ہے۔ میں ذاتی طور پر پچھلے ایک ماہ سے visit کر رہا ہوں اور تمام روڈوں، اسکولوں، کالجز، اور ہسپتالوں کا۔ جام صاحب! آپ کی توجہ چاہیے۔ میں نے خود visit کر کے instruction notes بھی لکھے ہیں اور concerned ڈیپارٹمنٹ اور چیف سیکرٹری صاحب کو خود وہ نوٹس بھیجے ہیں کہ فلاں جگہ کے پراجیکٹ کا visit کیا ہے تو یہ بات ہے۔ فلاں کی یہ بات ہے کروڑوں روپے کی embezzlement ہے پی سی ون کے مطابق payments ہو رہی ہیں۔ پی سی ون کے مطابق sites پر کام نہیں ہے۔ اسکول بنے ہوئے ہیں۔ تین تین چار چار، دس، دس سالوں سے ان کی کھڑکیاں نکل گئی ہیں دروازے نکل گئے ہیں functional نہیں ہیں۔ کروڑوں روپے ہسپتالوں کی maintenance پر نکلے ہیں۔ ہسپتالوں کے حالات بہت بُرے ہیں۔ تو میں تو اس ہاؤس کے حق میں بھائیوں سے بھی request کرونگا کہ اپنے areas میں خود بھی visit کیا کریں۔ اور پھر انسپکشن نوٹ لکھ کر concerned departments کو بھیجا کریں۔ اور جام صاحب سے یہ گزارش ہے کہ یہ چونکہ بہت بڑا کام ہے۔ اور یہ بہت بڑا میٹ ورک ہے۔ اسکو چیک کرنے کیلئے اسی ورائٹی کی capacity شاید اُس طرح نہ ہو کہ پورے بلوچستان کو یہ proper طریقے سے visit کریں۔ کیونکہ گندہ تو سب جگہ پھیلا ہوا ہے۔ تو جام صاحب سے میں گزارش کرونگا کہ کم از کم پشین کے حوالے سے میں انکو، انکی IT کو invite کرتا ہوں میں نے خود اُس میں بہت کروڑوں روپے کے embezzlement نکالے ہیں۔ منٹیننس کی کوالٹی کی جو PC 1 کے مطابق نہیں ہے۔ تو گزارش یہی ہوگی جس طرح آنر ایبل ممبر نے فرمایا۔ ایک تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم visit کریں اپنے علاقے کو۔ پھر اُن میں deficiencies کو نکالیں۔ اور پھر ان کو inform

کریں۔ دوسری طرف CM IT جب جائے تو علاقے کے ایم پی اے کو یا ایم این اے کو اگر ساتھ لے جائیں۔ اور اُسکے بعد site کے 1 PC کی کاپیاں بھی موجود ہوں۔ تو بجا طور پر یہ نشاندہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ گھپلے صرف ایک ڈسٹرکٹ میں یا ایک area میں نہیں ہیں۔ پورے بلوچستان کی جو ایڈمنسٹریٹو سٹرکچر ہے خاص کر development کے حوالے سے بہت زیادہ بوسیدہ ہو چکا ہے۔ اور کرپشن وہاں بالکل گھر کر چکی ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ میں جام صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آتے ہی واقعی انہوں نے CM IT کو functional کیا ہے۔ کچھ دوروں کا مجھے پتہ ہے۔ کیونکہ sites پر یہ بار بار جاتے رہے ہیں۔ اور شاید باقی ضلعوں میں بھی۔ تو میں گزارش کروں گا کہ تمام ضلعوں میں CM IT کے structure کو اگر بڑھانے کی ضرورت ہے تو اُس میں بڑھایا جائے۔ اور ایماندار قسم کے devoted and dedicated قسم کے لوگوں کو وہاں رکھا جائے۔ جن کے دل میں درد ہو بلوچستان کے حوالے سے کیونکہ اس کو کنٹرول کرنا ان بے راہ روی کو راہ راست پر لانا۔ یہ کوئی آسان نہیں بہت مشکل کام ہے۔ ہاؤس کے اپنے بھائیوں سے بھی اور ایڈمنسٹریشن کے سینئر حضرات سے بھی request ہے۔ اور جام صاحب سے کہ جو انکی کوششیں ہیں ہم انکا ساتھ دینگے۔ انکو مزید بڑھائیں۔ اور جس طرح ثناء بلوچ صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں جہاں یہ کچھ ہو۔ اگر یہ تھوڑا سا پبلک ہو اخبار میں آئے کہ جہاں جہاں گھپلے ہیں۔ تو لوگ اُس سے بھی تھوڑا سا ہل جائیں گے۔ اور معاملات صحیح ہونگے۔ تو یہی میری گزارش ہے کہ اس CM IT کی structure کو extend کیا جائے تاکہ وہ تمام ڈسٹرکٹس کا visit کرے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

اور اسی طرح ہم مل کر اس معاملات کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر:

جی۔ آغا صاحب اور تمام ممبروں سے یہ request ہے۔ سپلیمنٹری کو اتنی تفصیل پر آپ لوگ جائیں گے تو میرے خیال میں questions میں ہم لوگ رہیں گے۔ (مداخلت) میں نے آپکو روکا نہیں ہے۔ میں نے کہا سپلیمنٹری کو سپلیمنٹری تک محدود رکھیں۔ اُس کی اتنی تفصیل کریں گے تو گھٹنے لگ جائیں گے۔

میریونس عزیز زہری:

جناب اسپیکر! میں اگراپنے حلقے میں۔ کل میں خضدار میں تھا۔ تو کل خضدار میں بچوں نے

اور عورتوں نے روڈ بلاک کیا تھا پانی مانگ رہے تھے۔

جناب اسپیکر: جناب اس question سے related نہیں ہے۔

جناب یونس عزیز زہری:

اسی question سے related ہے۔ کیونکہ میں پہلے بھی اس ہاؤس میں عرض کر چکا ہوں کہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم جب خضدار گئی وہاں اُس نے کیا کیا۔ کیا نہیں کیا۔ وہ ہمیں نہیں پتہ۔ خضدار میں پانی کیلئے وہاں دس کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ اُنکا کوئی حال و احوال نہیں ہوا۔ پہلے بھی میں نے انکا ذکر کیا تھا۔ اب پوزیشن یہ ہے۔ اگر خضدار میں دیکھا جائے جو ریکارڈ کے مطابق دیکھا جائے تو ہر گھر میں ایک بور ہونا چاہیے۔ کاغذوں میں ہیں لیکن زمین پر کچھ نہیں ہے۔ اور پوزیشن یہ ہے کہ لوگ روڈ پر آ رہے ہیں پانی مانگ رہے ہیں۔ آج کا اگر اخبار آپ دیکھیں تو یہ پوزیشن نہ ہو کہ CM انسپکشن ٹیم وہاں گئی اُس نے اس پر کیا کیا۔ کیا نہیں کیا۔ وہ ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے۔ ابھی چار سو چوالیس پتہ نہیں کیا کیا نہیں ہے۔ وہ کسی کو پتہ نہیں ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کیلئے پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں۔ اب پھر میں آپ کے توسط سے جام صاحب سے عرض کر رہا ہوں کہ مہربانی کر کے اس چیز کو حل کیا جائے تاکہ لوگوں کو پانی مل سکے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔

جناب یونس عزیز زہری:

تاکہ یہ نہ ہو کہ کل کو ہم یہ بچپس، چھمپس بندے بھی روڈ پر بیٹھ جائیں۔ یہ نوبت اللہ نہ کرے کہ آجائے۔ تاکہ لوگوں کو اگر ہم پانی نہیں دینگے تو پھر ہم بھی اُنکے ساتھ روڈ پر ہونگے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب میر یونس عزیز زہری:

تو میری جام صاحب سے گزارش ہے کہ اس پر بھی ذرا توجہ دیدیں۔ اور سی ایم انسپکشن ٹیم کو اسکی پوزیشن دیدیں کیا ہے کیا نہیں ہے۔ شکر یہ جناب۔

جناب اسپیکر:

جی شکر یہ۔ جام صاحب کچھ کہیں گے؟ میرے خیال میں جام صاحب اُس پر CM IT کے حوالے سے۔۔ (مداخلت۔ آوازیں) پانی کے حوالے سے question ہی نہیں ہے۔ اس کے لئے fresh

question آنا پڑیگا۔ یہ CM IT کا ہے۔

قائد ایوان:

جی۔ سی۔ ایم کی جو خاص اسکیم ہے جس کا آپ نے ذکر کیا جو دس کروڑ کی ہے۔ اگر آپ اُسکی پی ایس ڈی پی نمبر، detailing دیدیں۔ کیونکہ جیسے میں نے پہلے کہا کہ ہم نے جو CM IT کی کمیٹی جو First time بھی بھیجی ہے۔ اُسکو ہم نے ایک limit دیا ہوا تھا۔ کہ چونکہ PSDP میں جو اسکیمات تھیں جن پر ساٹھ سے اسی فیصد پیسہ خرچ ہو چکا ہے۔ اور کتابوں میں اُسکو اتنا ہی دکھایا جا رہا ہے۔ کیا واقعی وہ اتنی exist کرتی ہیں یا نہیں۔ اگر یہ exactly اُسی criteria میں آتا ہے۔ اور اُس کو اگر visit کیا گیا ہے۔ اور اُسکی کیا رپورٹ ہے۔ چونکہ میں نے ابھی یہی نوٹ کیا ہے کہ انشاء اللہ آپ لوگوں کو چار سو چوالیس اسکیموں کی پورے ہاؤس کو ہم لسٹ مہیا کریں گے۔ جس میں ہماری پیچھے کے لوگ بھی ہیں آپکی بھی ہیں۔ کیونکہ یہ ہاؤس کے question کا حصہ تھا۔ اُس میں آپ یہ ضرور دیکھئے گا کہ وہ اُس میں وزٹ ہوا یا نہیں ہوا ہے۔ اور اگر وہ اُس کیٹیگری میں نہیں آتیں تو definitely یہ ساری اسکیموں کو visit کریں گی۔ لیکن چونکہ اسکیموں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ تو اسی لیے ہم نے اُنکو ایک پیچ مارک دیا تھا جس کی کمیٹی کو ضرورت تھی۔ اُس کو پورا کر کے انشاء اللہ اس sector میں بھی ضرور آئیں گے۔ اسکی تفصیل بھی آپ کو دیدیں گے انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ جام صاحب۔

(اذان۔ خاموشی)

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

اسکے بعد نماز کیلئے پندرہ منٹ کا وقفہ دیں اس سے اسمبلی کی روایتی تقدس میں مزید اضافہ ہوگا۔ ہمارے دور میں نماز کیلئے وقفہ ہوتا تھا۔ آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا اور ان معزز اراکین سے بھی کہ نماز کیلئے

پندرہ منٹ کا وقفہ دیدیں۔ Thank you

جناب اسپیکر: وقفہ دے دیں سردار صاحب؟ آپ حکم کریں۔ ہم کیسے نہیں دیں گے۔

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ 6 بجکر 45 منٹ پر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا:

جناب اسپیکر! شنید میں آیا ہے کہ گوادری میں ایشنن پارلیمنٹریں کا کوئی سمینار ہو رہا ہے۔ اور ہمیں تو کچھ پتہ نہیں ہے سنا ہے کہ وہاں ایشیاء کے کافی ملکوں کے نمائندے پارلیمنٹریز آ رہے ہیں، لیکن اس ہاؤس کے ممبران

اس کا کچھ علم بھی نہیں ہے۔ گوادر جس کی بہت بڑی اہمیت ہے پوری دنیا میں اور اس کی اہمیت کو بڑھانے کیلئے ہم وہاں مختلف سمینارز کر رہے ہیں اور اس وقت یہ سمینار ہو رہا ہے۔ بلوچستان کو اگر ہم خود ہی نظر انداز کریں اس کی پارلیمنٹ اور اسمبلی کو، تو ہمیں وفاق سے کیا گلہ ہے۔ تو میں جاننا چاہوں گا کہ اتنے بڑے event میں یہاں کی اسمبلی اور اسمبلی کے ممبران کو کچھ علم نہیں ہے۔ تو یہ بہت بڑی تشویش کی بات ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں بلوچستان کی اسمبلی کو نظر انداز کرنا یہ بہت معیوب بات ہوگی، پوری دنیا میں اس کو سنا جائیگا۔ پاکستان میں ہماری حیثیت کیا رہے گی۔ اس وقت جتنی نیشنلٹی ویز ہیں ان سے گلہ کرتے ہیں کہ بلوچستان کے حوالے سے یا بلوچستان کی پارلیمنٹ کے حوالے سے کوئی کوریج ہمیں نہیں ملتی ہے۔ ہم دوسروں سے تو شکوہ کرتے ہیں، لیکن اپنے ملک میں اپنے گھر میں اپنے دروازے پر اتنا بڑا سمینار ہو رہا ہے اور یہ ہاؤس اُس سے بے خبر ہے پارلیمنٹرین اُس بے خبر ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ بڑی خفت اور خجالت کی بات ہے۔ چاہوں گا کہ جام صاحب اس پر وضاحت کریں اور یہ بتائیں کہ یہ کس طرح ہوا ہے اور یہ سمینار organize کیسے ہوا، اور کن لوگوں نے کرایا اور ہمیں نظر انداز کیوں کیا گیا؟ اور اس کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں؟ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر:

جی آغا صاحب! اس میں تھوڑا بہت مجھے علم ہے کیونکہ وہ ایوان بالا جو سینٹ ہے ان کی طرف سے اور بلوچستان کے تمام سینیٹرز وہاں موجود ہیں۔ ان کا یہ ایک پروگرام ہے، ان کے سلسلے میں۔ لیکن ایک سیشن ہمارا بھی ہونا چاہیے تھا۔ جام صاحب میرے خیال میں اس سلسلے میں بہتر بتائیں گے۔ وہ نیشنل پارلیمنٹ کا ہے، سینٹ کا۔ تو اُس میں یہ ہے کہ ثناء بلوچ صاحب بھی میرے خیال میں بلوچستان کے تمام سینیٹرز وہاں موجود ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! اگر اس پر پہلے میں بولوں پھر آپ گورنمنٹ کی طرف سے reply کریں؟

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! پھر آپ بولیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

شکریہ جناب اسپیکر! جس طرح آغا صاحب نے فرمایا، اس میں کوئی شک نہیں کہ آئین کے تحت بلوچستان ایک وفاقی وحدت ہے۔ اور بلوچستان کا جو سب سے اہم اور سب سے legitimate جو institution ہے ادارہ ہے، اس کا یہ ایوان ہے، اُس صوبائی اسمبلی جو اسکا provincial legislative body ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ہم نے دنیا میں کئی اس طرح کی سینکڑوں کانفرنسیں میٹنگز اور یہ

بالخصوص جس طرح آغا صاحب نے کہا یہ ایشن پارلیمنٹریں ایسوسی ایشن کا ہے۔ جس میں 52 کے قریب ممالک کے مندوبین پارلیمنٹریں اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہونا تو چاہئے تھا کہ اس کو welcome کرنے کیلئے سینیٹرز ہمارے بھائی ہیں، اسی ایوان سے منتخب ہو کے آئے ہیں لیکن ان کے colleague ہیں۔ یہ پروگرام جب بھی آیا تھا بلوچستان کی پارلیمنٹ کو، بلوچستان کے legislative institution کو اس میں اعتماد میں لینا چاہیے تھا، کیونکہ وہاں جو بحث جو موضوع اس وقت ہے۔

(اس مرحلہ پر انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب ایوان میں تشریف لائے۔ معزز حکومتی اراکین نے ڈیسک بجائے)

جناب ثناء اللہ بلوچ:

welcome زمرک خان صاحب۔

جناب اسپیکر:

کس چیز کا welcome, وہ already اسمبلی کا ممبر ہے۔ اچھا کافی دنوں کے بعد، میری طرح

غیر حاضر رہے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

تو جناب اسپیکر! اس میں میرے خیال میں میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں یہ ہمارے صوبے کے جو legislative institution ہے، اُس کی حیثیت کو متاثر کرنے کا باعث اس وجہ سے بنے گا کہ جب بھی کوئی بھی پارلیمنٹ سے related activity بلوچستان میں ہو، یہ صوبائی اسمبلی کے سیکرٹریٹ کا اور بالخصوص آپ کا فرض ہے کہ اُس میں آپ ensure کریں کہ بلوچستان کے representation اس لئے نہیں ہو کہ ہمیں ایسی مینٹنگ میں کوئی جانے کا شوق ہے، گوادر ہمارا گھر ہے، کسی وقت بھی جاسکتے ہیں۔ لیکن وہاں 52 countries سے آنے والے delegates ہیں، مندوبین ہیں، ان کو بلوچستان کا perspective، بلوچستان کی سماجی، معاشی، معاشرتی حالات سے آگاہی، بلوچستان کی اسمبلی اور اُس کی تاریخ، بلوچستان کے حوالے سے جو بھی concerns ہیں۔ کیونکہ جب تک وہ کوئی شہر دیکھنے نہیں آئے ہیں، گوادر سے خوبصورت شہر، ان سارے جو ایشن پارلیمنٹ کے delegates کے ملک میں ہیں۔ وہ اگر دیکھنے آتے تو وہ بلوچستان کا perspective، بلوچستان کا opinion، بلوچستان کا مطمح نظر سمجھنے آتے۔ تو میرے خیال میں اچھی بات ہے ویلکم ہم ان کو کرتے ہیں لیکن یہ جو بہت بڑا gap ہے، یہ جو بلوچستان کی اسمبلی کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی

ہے، اس کا میرے خیال میں next time نوٹس لیا جائے، اور اس کو ensure کیا جائے، کہ بلوچستان کی اسمبلی پارلیمنٹ سے related کوئی بھی activity بلوچستان میں ہو اس میں بلوچستان اسمبلی کا کوئی اہم role ہو۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر:

اس میں بلوچستان گورنمنٹ کی طرف سے وہ آجائینگے۔ لیکن یہ بلوچستان اسمبلی اس کارکن نہیں ہے۔ اور ہمارے وہاں چیئر مین سینٹ بھی بلوچستان سے ہے۔ اور تمام بلوچستان کے سینٹرز وہاں موجود ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے جو بھی بات ہوگی۔ وہ اُس میں ضرور discuss ہوگی۔ وہاں ہمارے سینٹرز جنہیں اس اسمبلی نے elect کر کے بھیجے ہیں۔ میرے خیال میں وہ بھی وہاں ہیں۔ لیکن ایک اچھا ہوتا کہ بلوچستان اسمبلی کو بھی وہاں موقع دیا جاتا۔ جی نواب محمد اسلم رئیسانی۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی:

جناب اسپیکر! جب ہماری حکومت تھی تو ہم نے ایک plan بنایا تھا کہ گوادریں صوبائی اسمبلی کا اجلاس بلائیں گے۔ اُس کیلئے اپنے اجلاس کیلئے مقام اور سارے انتظامات کا بھی ہم نے اُس وقت بندوبست کیا تھا۔ تو ابھی بھی میں گزارش کرتا ہوں آپ جو بھی ہمارے دوست آپ کے دفتر میں یعنی آئینگے آپ کے پاس ان کے ساتھ plan بنائیں اور میں پورے ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کا اجلاس گوادریں میں ہونا چاہیے، اس کے بعد۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر:

جی بالکل۔ نواب صاحب! یہ اچھا initiative جو آپ کے دور میں لیا گیا تھا۔ اور اس کو آگے بڑھانا چاہیے، جام صاحب کا پروگرام بھی ہے میرے خیال میں۔ پروگرام تھا کہ اسمبلی اور کابینہ دونوں وہاں ہونگے۔ جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم):

جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے تین معزز اراکین نے جو حلف اٹھایا ہے، اُن کو تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور خصوصاً نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب کو کہ وہ 2008ء میں ہمارے چیف منسٹر رہے۔ اور میں اُن کی کابینہ کا ممبر رہا ہوں۔ اور اُن کے مشوروں اور اُن کی باتیں definitely ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ نہ کہ گورنمنٹ کیلئے بلکہ پوری اسمبلی کے لئے۔ اُن کے تجربے کو دیکھتے ہوئے، بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اُن کے

دور میں ہوئی ہیں اور آج بھی بلوچستان ان سے مستفید ہو رہا ہے۔ دوسری یہاں ہمارے مختلف کالجز کے طلباء اسمبلی کو دیکھنے آئے ہیں اب بھی شاید بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ان کو نہیں دیکھ کر تاہوں گورنمنٹ کی طرف سے اور ساری اسمبلی کی طرف سے۔ تیسرا جو ثناء بلوچ نے اور آغا صاحب نے بات کی ایشین پارلیمنٹین اسمبلی کی۔ basically چیئرمین سینٹ کا جن کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ لیکن اس کی میزبانی گورنمنٹ آف بلوچستان نے کی ہے۔ اس کو فنڈز گورنمنٹ آف بلوچستان نے مہیا کیے ہیں۔ اس کا basic مقصد یہ تھا، کہ گوادری کی بلوچستان کی projection ہو جس طرح بلوچستان کے بارے میں پاکستان میں یا باقی دنیا میں ایک عجیب منظر کشی کی جا رہی تھی یا کی جا رہی ہے۔ تاکہ یہ انٹرنیشنل سیشن وہاں ہو۔ لوگ یہاں آئے ہیں تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ بلوچستان کے لوگ پر امن ہیں، بلوچستان کے لوگ ترقی چاہتے ہیں اور گوادری چونکہ سی پیک کا جھومر ہے اور سی پیک پروجیکٹ میں جو PRI پروجیکٹ ہے اس کا main component سی پیک ہے۔ اس کا جو مین جھومر گوادری ہے۔ تو اس کی پروجیکشن ضروری تھی۔ جہاں تک ہمارے دوست نے بات کی۔ دیکھیں یہ کافی عرصوں سے اس کے اشتہارات چلتے رہے۔ اور مقصد صاف واضح تھا، کہ بلوچستان کی projection اور گوادری کی projection ہے۔ تو اگر ہمارے بھائیوں نے محسوس کیا ہے کہ ان کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ تو ہم ان کو آئندہ اعتماد میں لینگے۔ جس طرح کا کوئی معاملہ ہوگا تو definitely ان کے ساتھ ہم consult کریں گے۔

شکر یہ جی۔

جناب اسپیکر: جی اسد صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر محکمہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن):

جناب اسپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ بلوچستان اسمبلی اس کے ممبر نہیں ہے۔ یہ جو ابھی ایشین ڈیولپمنٹ کے حوالے سے یا جو پارلیمنٹرین وہاں آئے ہوئے ہیں ہم welcome کرتے ہیں، اسی کا تو ہمیں رونا ہے جناب اسپیکر! کہ بلوچستان کو اہمیت دی جائے، بلوچستان اسمبلی کے نمائندوں کو اہمیت دی جائے۔ جو چیز بلوچستان کیلئے ہے۔ ہمیں بلوچستان سے اگر محبت ہے اس پارلیمنٹ میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں، جہاں کہیں world level پر جہاں کوئی آتا ہے، ہم welcome کرتے ہیں لیکن یہ تو نہیں ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہے۔ یہاں کے نمائندے بلوچستان کے اصل وارث ہیں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان گورنمنٹ کو پتہ ہے اور وہ فنڈنگ بھی کر رہی ہے۔

وزیر محکمہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن: جی اگر ہمیں فنڈنگ کر رہی ہے تو پتہ نہیں ہے کس نے

فنڈنگ کی ہے؟ میں کا بینہ کا ممبر ہوں، cabinet میں تو یہ نہیں آیا ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اس طریقے سے چیزیں نہیں ہوتیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے وسیع تر مفاد میں پارلیمنٹ میں جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے لئے سارے قابل قدر ہیں، چاہے ریکورڈنگ کا مسئلہ ہو، سی پیک کا مسئلہ ہو، جہاں گوادرا کا مسئلہ ہو، سب کو اعتماد میں لیا جائے thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ کی گورنمنٹ، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں اسمبلی میں آپ بھی بتا رہے ہیں کہ آپ کی گورنمنٹ اُس کو پچاس یا سو فیصد یا فنڈنگ بھی کر رہی ہے۔ تو یہ اگر آپ کو پتہ نہیں ہے تو آپ اپنی cabinet سے پوچھ سکتے ہیں۔ جی جام صاحب۔

جام میر کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

بہت بہت شکریہ آزیبل اسپیکر صاحب۔ پچھلے کچھ دنوں سے پروگرام چل رہا ہے۔ یہ شروع میں ایک initiative تھا، جس کو چیئر مین سینٹ صاحب نے لیا۔ اور اُن کا جو موقف تھا کہ بہت سارے چونکہ پارلیمنٹریز ہیں دنیا کے، وہ ایک دوسرے کے ملکوں سے interact کرتے۔ اور جب interaction اُنکی ہوتی ہے تو عموماً یہ سارے calibration جو ہے وہ Upper house ک visita کرتے ہیں۔ تو چونکہ چیئر مین سینٹ صاحب کا تعلق بلوچستان سے تھا۔ اور اُس دوران جب وہ سینٹ کے حوالے سے جب اُنہوں نے interaction کی۔ تو اُنہوں نے گوادرا کے حوالے سے چونکہ ایک highlighted بہت بڑا subject ہے۔ اور گوادرا کے حوالے سے دنیا میں عموماً ڈیولپمنٹ ہو، سی پیک ہو، بہت ساری باتیں تھیں۔ تو ایشین پارلیمنٹریز کی یہ suggestion اُن کی طرف سے آئی تھی کہ ہم ان کو بلوچستان کا visit ضرور کرائیں گوادرا کا تاکہ ہم ایک hospitality show کر سکیں کہ وہ بلوچستان میں آئے ہیں۔ حالانکہ یہ پارلیمنٹریز پاکستان میں کہیں اور نہیں جا رہے ہیں صرف بلوچستان آ رہے ہیں اور یہاں سے جب واپس جائینگے تو اس پر پھر اُنہوں نے ایک proposal ہمیں بھیجی تھی کہ جی ہم گورنمنٹ آف بلوچستان سے facilitations ضرور چاہیں گے کہ وہ ہمیں کچھ چیزوں میں ضرور facilitate کر سکے۔ جس میں maximum جو بھی طریقہ کا رہ سکتا تھا۔ اس میں لاء اینڈ آرڈر بھی آجاتا ہے سیکورٹی بھی آجاتی ہے بہت ساری چیزیں اور بھی ہیں۔ تو چیئر مین سینٹ، سینٹ کا جو اپنا سیکرٹریٹ ہے، زیادہ تر چیزوں کی ذمہ داری خود اُنہوں نے خود لی ہے۔ اسی طرح اُنہوں نے آرٹ فورسز کی بھی لی ہے۔ سیکورٹی کے حوالے سے، اسی طرح اُنہوں نے گوادرا پورٹ اتھارٹی کی بھی لی ہے۔ اسی طرح جو چیزیں ہیں فیڈرل گورنمنٹ نے بھی لی ہیں، اور ساتھ ساتھ گورنمنٹ آف بلوچستان کے

حوالے سے بھی کچھ چیزیں ہیں۔ جو ہم as a hospitality سمجھیں۔ یا طریقہ کار سمجھے اُس میں اُن کو ہم forward کر رہے ہیں جس میں definitely جب اتنا بڑا delegation آپ کی high power کی آتا ہے، اس میں تقریباً دو سو سے زیادہ delegates ہیں جو گوادرنپنچے ہوئے ہیں۔ گوادرنپنچے بھی آپ کی facilities ہیں living کی اُن سب میں adjusted ہیں۔ اب باقاعدہ کل اُن کو received بھی کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ آف بلوچستان کی مدد اس میں یہ ہے چونکہ ابھی ہمارے صوبے میں ہیں، تو اسٹنٹ کمشنر ہو، ڈی سی ہو، کمشنریٹ ہو، ایک دو اور ہمارے جو senior offices ہیں جو اُن کی ایک as a law and order administration ذمہ داری بنتی ہے وہ تو ہم مہیا کر رہے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ جب چیئرمین صاحب نے شروع میں جب یہ case بھیجا تھا تو اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ جی ہم ضرور اس بات پر بھی appreciate کریں گے اگر آپ کی طرف سے کوئی پروگرام یا کوئی طریقہ کار یا اس پورے فنکشن میں کچھ assistance government of Balochistan کی بھی ہو تو ویسے تو ہم کر لیں گے مسئلہ نہیں ہے ہم سینٹ نیشنل اسمبلی سے لے لیں گے فیڈرل گورنمنٹ سے لے لیں گے۔ لیکن بلوچستان میں موجودگی ہوگی تو بلوچستان گورنمنٹ کی بھی کسی نہ کسی حوالے سے ایک contribution ہونی چاہیے۔ تو ہم اُن کو کچھ چیزوں میں جو contribution ہماری ہیں جس طرح souvenirs ہیں کچھ مہمانوں کی رہائش ہیں اُس کی ذمہ داری گورنمنٹ آف بلوچستان نے لی ہے۔ گورنمنٹ آف بلوچستان نے ایک occasion ہے یا ایک ڈنر کا ہے اُس کا انعقاد کیا ہے۔ تو ان چیزوں میں گورنمنٹ آف بلوچستان نے اپنی جو hospitality ہے وہ definitely show کی ہے۔ اور جو گورنمنٹ آف بلوچستان کے حوالے سے جو دعوت ہے۔ جو کل کا ایک ڈنر یا فنکشن ہے جس کو خاص کر گورنمنٹ آف بلوچستان نے organize کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے کبہہ بابر صاحب ہے اُنہوں نے ایک لنچ اُن کے لیے کیا ہے۔ چیئرمین سینٹ نے بھی کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اور بھی کیا ہے تو کل کا ایک ڈنر ہماری طرف سے hosted ہے۔ یہاں تک گورنمنٹ آف بلوچستان کی basically invitation اُن کو دیا ہے اور وہ invitation آج ہماری گورنمنٹ کی طرف سے سارے MPAs، چاہے اپوزیشن کے ہوں یا گورنمنٹ کے، اُن کو بھی forward کیا گیا ہے کہ وہ بھی اُس میں ہمارے ساتھ participate کریں۔ کیونکہ وہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا فنکشن ہے۔ تو کم از کم ہم اپنے فنکشن میں اپنے ساری ممبرز کو ضرور دعوت دیں۔ جہاں تک پارلیمانی interaction کی بات ہے۔ میں کم از کم یہ تجویز ضرور دوں گا حالانکہ چیئرمین سینٹ صاحب کے ساتھ آپ بھی بات کر سکتے ہیں ہم بھی کر سکتے ہیں۔ کہ اگر اُن کا ایک

پندرہ یا بیس ممبرز کا delegation اگر کل یا پرسوں کے دن چونکہ session in place بھی ہے۔ اگر وہ یہاں آ کے گیلری میں جیسے نیشنل اسمبلی میں سینٹ میں ہم نے دیکھا ہے۔ جب بھی کوئی بیرونی پارلیمنٹریئن گروپ آتا ہے وہ گیلری میں آتا ہے، interact کرتے ہیں پھر اُن کا جو چیئر مین ہوتا ہے وہ اسپیکر سے interact کرتا ہے۔ ہم سے بھی آ کے ملتا ہے اپوزیشن سے بھی ملتا ہے۔ وہ ہم اُن سے ضرور یہ request کر سکتے ہیں کہ اور میرے ذہن میں بھی تھا کہ کم سے کم جب اُن کی واپسی ہو تو اُن کا ایک portion of delegation اگر کوئٹہ آجائیں گوادر سے اور یہاں سیشن کو بھی دیکھ لیں۔ سیشن میں پارلیمنٹریئنز میں interact بھی کر لیں اور اگر شام کو واپس جانا چاہتے ہیں یا آپ کی طرف سے اُنکے لیے کوئی ڈز ہوسٹ ہو یا کوئی لُچ کا تو بھی اچھا ہوگا۔ تو گورنمنٹ آف بلوچستان facilitate کر رہی ہیں جو چیزیں میں نے آپ کو بتائیں۔ اس حوالے سے اور hospitality کے حوالے سے ہم پر ایک بلوچی اور بلوچستان کی ثقافت ہو یا کہیں کی بھی ثقافت ہو، وہ ایک ڈز ضرور ہم نے رکھا ہے۔ اور اس حوالے سے جو ایک expenses government of Balochistan کے اوپر آرہے ہیں لوکل ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے بھی کیونکہ ایڈمنسٹریشن کوئی بہت بڑے پیمانے پر involve کیا گیا ہے وہ خرچہ بہت زیادہ ہے۔ اس میں تقریباً دو سو ڈائریکٹ ڈیلیگیشن ہیں۔ پھر اُن delegates کے ساتھ ساتھ ہمارے سینیٹرز بھی ہیں۔ اور اسی طرح اسلام آباد سے اور بہت سارے لوگ آرہے ہیں۔ یہ بہت اچھا ہوتا کہ ہماری پارلیمنٹ کے بھی لوگوں کو وہاں invite کیا جاتا definitely وہ بھی اس کا حصہ ہوتے۔ لیکن کل کا جو ایک function ہے جو خاص گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے ہے اُس میں ہم نے کوشش کی ہے کہ سارے پارلیمنٹریئنز کو invite کریں تاکہ وہ اس occasion میں وہاں جاسکے۔ باقی جو اُن کا ادھر آنا ہے یا ہمارا ادھر جانا ہے۔ یہ request میں اور آپ اُن سے ضرور کر سکتے ہیں کہ اگر یکم تاریخ کو کیوں کہ ان کا پروگرام کاکل تک کا ہے، پرسوں شاید یہ جائیں تو پرسوں اُن کے کچھ delegates جو senior ہیں وہ کوئٹہ آجائیں سیشن کو بھی دیکھ لیں۔ سیشن میں پھر اپوزیشن آپ سے اور ہم سب سے interaction بھی کر لے تو یہ بڑی خوش آئند بات ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ قائد ایوان صاحب۔

جناب احمد نواز بلوچ:

شکر یہ میں نواب اسلم رئیسانی صاحب میرا کبر مینگل صاحب اور حاجی زاہد ربکی صاحب کو مبارکباد

پیش کرتا ہوں۔ اُس کے بعد جناب اسپیکر! جناب قائد ایوان نے تو تفصیل سے گوادر کے بارے میں کچھ باتیں کہی ہیں۔ مگر میں کچھ دُکھ کے ساتھ کہ گوادر ریلی کے نام پر بلوچستان میں کروڑوں روپے وہاں خرچ کیے گئے۔ وہ کس فنڈ سے کس مد سے وہاں خرچ کیے گئے ریلی کے لیے تین دن تک گوادر کے عوام کا معاشی قتل کیا گیا ان کے کروڑوں روپے کا نقصان ہوا۔ اور روزانہ کے حساب سے وہاں جس انداز میں، اگر یہ ریلی کسی اور ملک میں ہوتی تو یہ وہاں sponsor ہوتی۔ مگر ہمارے یہاں اس کا خرچہ ہماری بلوچستان گورنمنٹ برداشت کر رہی ہے۔ تو اس کے لیے مجھے توڑی وضاحت چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی قائد ایوان صاحب!

قائد ایوان:

جی بڑا ایک interesting subject کے حوالے سے آپ نے بات کی۔ میں اپنی بات کی شروعات ایک بڑے چونکہ میں ایک sportsman بھی ہوں، اور ریلیوں میں participates بھی کرتا رہا ہوں۔ شاید آپ کو تعجب ہوگا لیکن یہ واحد sport ہے پوری دُنیا میں جو عام آدمی کو entertain کرتا ہے۔ اور financial benefit بھی سب سے زیادہ عام آدمی کو دیتا ہے۔ اور اس کی تفصیل میں تھوڑا سا بتاتا ہوں۔ کہ عام آدمی کو entertain کس طرح کرتا ہے۔ آپ کوئٹہ میں ایک function کرائیں تو آپ ایک بڑا اچھا اسٹیڈیم ڈھونڈیں گے اسٹیڈیم میں لوگ ٹکٹ دیں گے اچھے closure میں لوگ زیادہ پیسے دیتے ہیں اور بڑا ایک مخصوص crowd آتا ہے اور اُس کا expenses اپنی جگہ پر بہت زیادہ ہیں۔ گوادر کا ٹریک اور بھی ٹریکس ہیں گوادر کا ٹریک 230 کلومیٹر کا ہے تو کم از کم یہ بات ہمارے ذہن میں آسکتی ہے کہ وہ 230 کلومیٹر شہر کے اندر تو ہوگا نہیں۔ تو آپ بلوچستان کے یا گوادر کے اُن اُن گاؤں اُن علاقوں سے بھی گزریں گے جہاں شاید ہم میں سے آپ میں سے بہت سارے لوگ کبھی گئے بھی نہیں ہونگے۔ اور چونکہ میں اُن راستوں سے زیادہ گزرا ہوں۔ تو میں نے عموماً دیکھا ہے کہ اس 230 کلومیٹر کے ٹریک پر کئی ایسے دیہات آتے ہیں جہاں تک کوئی رسائی نہیں ہوتی۔ جہاں نہ روڈ ہیں نہ بجلی ہے نہ کچھ اور سہولیات ہیں۔ اور اُس گاؤں کے تقریباً تیس چالیس لوگ جن میں بچے بوڑھے جوان سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہاں ہر پانچ دس منٹ بعد ایک گاڑی کو گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور کہیں کہیں بہت جگہوں پر لوگ گاڑیاں کھڑی بھی کر دیتے ہیں یا اس چار دنوں کے دوران جب وہاں ٹریک پر جاتے ہیں۔ تو اُن کا ان سب گاؤں سے بھی گزرنے ہوتا ہے۔ تو ایک تو آپ ایک ایسی entertainment اُس طبقے کو دے رہے ہیں جس طبقے تک رسائی بھی شاید نہیں ہے۔

تو ان کے لیے بھی اپنے لحاظ سے ایک چھوٹی ward entertainment بن جاتی ہے۔ فائدہ، معاشی قتل نہیں معاشی فائدہ۔ اب آپ وہ بھی سن لیں۔ چونکہ میں ایک ڈرائیور بھی رہا ہوں۔ یہ جتنے بھی رائیور ہیں یہ آپ کو کسی اعلیٰ جگہ پر کبھی نہیں ملیں گے۔ تقریباً اس ریلی کے اندر کوئی 80 ڈرائیورز تھے۔ ان میں ہر ڈرائیور کے ساتھ ہر گاڑی کے ساتھ تین سے چار گاڑیاں اور ہوتی ہیں۔ تو آپ انداز لگائیں کہ ایک racer اپنے ساتھ تین گاڑیاں اور لاتا ہے۔ اور پھر اُس کے ساتھ شائقین، میں آپ دوست سارے آتے ہیں۔ عموماً ہم نے اندازہ لگایا کہ گوادریلی میں تقریباً ساڑھے تین چار ہزار بندے آئے ہونگے۔ اتنے لوگ جب ایک شہر میں جاتے ہیں۔ یہ بازار جاتے ہیں۔ یہ آپ کو کسی پنچر والی دکان میں ملیں گے یہ آپ کو کسی mechanic کے پاس ملیں گے، یہ سارے آپ کو کسی ہوٹل پر کھانا کھاتے ہوئے ملیں گے، یہ سارے آپ کو ایک سروس سٹیشن پر ملتے ہیں، یہ سارے آپ کو ہر اُس چھوٹے طبقے کے معاشی ایک انسان سے ملیں گے جو چھوٹا موٹا کارروبار کرتا ہے یا چھوٹا موٹا اپنا روزگار کرتا ہے۔ اور یہ سارے لوگ اُسی شہر سے پانی کھانا پینا راشن پیٹرول سب کچھ وہیں سے خرچ کرتے ہیں۔ جتنے بھی آپ کے چھوٹے چھوٹے ہوٹلز ہیں۔ میں PC کی بات نہیں کر رہا وہاں بھی ایک طبقہ آکر رہتا ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے ہوٹلز جو گوادریلی کے اندر ہیں یہ سارے full رہتے ہیں۔ اور حالت یہ بنتی ہے کہ جب یہ ریلی آتی ہے تو گوادریلی کے اندر رہنا مشکل ہو جاتا ہے لوگ کرایوں پر اپنے گھر بھی دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جس دن یہ ریلی ہوتی ہے، ابھی جو ہوئی تھی اُس میں آپ گوادریلیوں کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا جو وہاں موجود تھے اور سارے اس پروگرام کو دیکھ رہے تھے۔ اب میں جس بات پر لانا چاہ رہا ہوں یہ جو سارے لوگ میں نے بتائے کہ جہاں آپ کا سروس والا ہے فروٹ والا ہے دکان دار ہیں چھوٹا سا ہوٹل ہے اگر یہ معاشی قتل ہے تو اس کو بھی ہم تعین کر لیں کیونکہ میں اور آپ کوئی بیٹھ کر وہ پنچر کا پیسہ نہیں کما رہے ہیں۔ کراچی والا تو وہاں سے پیٹرول کے پیسے سے فائدہ تو نہیں اٹھا رہا، کوئی راشن والا جو کوئیٹے والا ہے یا اسلام آباد والا ہے اُس کی دکان تو وہاں سے نہیں چل رہی ہے۔ ان سب activity کا فائدہ کس کو مل رہا ہے اُس گوادریلیوں کے لوگوں کو مل رہا ہے۔ اور آپ سوچ نہیں سکتے کہ اس economic activity کا جو ایک trickle down effect پیسے کا وہ کس کی جیب سے جا رہا ہے؟ ہر ڈرائیور کے اور اُس کے ساتھ جتنے لوگ ہیں ان سب کو یہ ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں اچھے خاصے پیسے اُسی شہر میں خرچ کر کے پھر لوٹ جاتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام آباد سے کے پی سے پنجاب ملتان سے رحیم یار خان سے اور بلوچستان سے ہیں، بلوچستان کی چار آپ کے کوئیٹے کی ایک ٹیم ہے کلب ڈرائیورز کی۔ اس چیمپیئن شپ میں انہوں نے چار پوزیشنز حاصل کی ہے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) تو میں جس بات پر آپ کی

توجہ تھوڑی سی شاید آپ نے یہ بات کہی کسی نے غلط آپ کو brief کیا ہوگا۔ اس پورے کام کا فائدہ اگر نیچے جاتا ہے وہ ان سب لوگوں کا ہے۔ چلے گورنمنٹ آف بلوچستان بھی اگر خرچہ کر رہی ہے۔ گورنمنٹ آف بلوچستان ٹینٹ لے رہی ہے، گورنمنٹ آف بلوچستان کرایہ پر گاڑیاں لے رہی ہے، گورنمنٹ آف بلوچستان لیبر یا ڈوڈر یا excavator یا dumper کی صورت میں بھی چیزیں لے رہی ہے یہ اسی گوادرشہر کے لوگوں سے لے رہی ہے تو یہ سارا پیسہ کس کو مل رہا ہے۔ تو میں آنریبل ممبر صاحب سے کہوں گا کہ یہ معاشی قتل نہیں ہے یہ آپ کی معاشی بہتری کے لیے اُس علاقے میں ایک بہت بڑا کام ہے۔ yes government of Balochistan کا خرچہ اگر آ رہا ہے تو وہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا خرچہ یقینی طور پر اب میں یہ ضرور کہوں گا ایک پروگرام ہوا اُس میں تقریباً ارات کو ایک function ہوا جس میں گوادرشہر کے سارے لوگ موجود تھے۔ ہم نے اندازہ لگایا تقریباً 8 سے 10 ہزار آدمی اُن کا ایک function تھا وہاں وہ موجود تھے اور وہ جو بھی ایک entertainment تھی یا جو بھی ایک پروگرام تھا جو بھی ایک طریقہ تھا جس میں fire works بھی ہوگا جس میں گلوکار بھی تھے جس میں بہت ساری چیزیں تھیں تو کم از کم اُن لوگوں کا بھی تو کبھی حق بنتا ہے کہ اُن کو بھی ایک اچھا ماحول دیا جائے۔ yes کہیں پر اگر ہاں یہ function میں اور آپ اسلام آباد میں کراتے گورنمنٹ آف بلوچستان کے خرچے پر میں اور آپ یہ function کراچی میں کراتے، میں اور آپ یہ function کسی ایسی جگہ کراتے جہاں آپ مجھ سے سوال کرتے کہ جام صاحب یہ پیسہ خرچ کرنے کا گوادر کے لوگوں کو کیا فائدہ ملا گوادر کے لوگوں کی معیشت پر اس کا کیا اثر ہوا، کیا گوادر کے لوگوں کو اس سے کوئی بھلائی ملی تو میں اور ہم سب اس کا تصور وار ہوتے۔ آپ انشاء اللہ اگلے گوادر کے دورہ میں پوری اپوزیشن کو ہمارے طرف سے دعوت ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چار پانچ دن گزارے اور اُس کے بعد پھر انشاء اللہ آپ اپنے تاثر بلکہ اُس سے پہلے ہم چلے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ کسی صاحب کے علاقے جھل مگسی میں ایک پروگرام ہو رہا ہے۔ اُن کی طرف سے ہم آپ کو دعوت دے دیتے ہیں۔ اور اُس پورے event کو آپ پانچ دن وہاں دیکھیں۔ دیکھیں! ہم نے اپنے معاشرے میں لوگوں کو کچھ contribute کرنا ہے۔ اور وہ contribution ہر صورت ہو سکتی ہیں entertainment بھی ہو سکتی ہے۔ معیشت کے حوالے سے بھی ہو سکتی ہے اُن سے ملنا بھی ہو سکتی ہے اُن کے پاس گلوکار ہو یا لوگ ہو یا آرٹسٹ ہو، ابھی ہمارے بہت سارے بلوچستان کے بہت سارے آرٹسٹ تھے انہوں نے فنکشن کیا تھا۔ تو میرے خیال سے ساری چیزوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے یہ جو گوادر ریلی ہے یہ آپ کا بہت بڑا event بننے جا رہا ہے۔ بلکہ اس میں بہت سارے price holders ہیں وہ ہمارے اپنے

بلوچستان کے ڈرائیورز ہیں جن کا تعلق کوئٹہ، جھل مگسی دوسرے علاقوں سے ہے price holders ہیں انہوں نے بلوچستان کا نام بھی as a motor sports کے حوالے سے بڑا اچھا کیا ہے۔ تو انشاء اللہ ہماری طرف سے آپ کو next ریلی میں دعوت بھی ہوگی اور اُس شہر کے لیے بہت اچھا ہے۔ دیکھیں میں ایک چیز مزید کرنا چاہتا ہوں کہ ایک چھوٹا سا کام ہماری گورنمنٹ نے کیا ہے۔ ہم نے نہیں کیا ہے کہ تین بہت بڑے دفاتر گوادریں کبھی تھے ہی نہیں ہم گوادریں بہت بڑا چیمپین مانشاء اللہ باتوں میں بھی ہے۔ گوادریں سنگھار کا دفتر کراچی میں GIDA کا دفتر کراچی میں، یہ گوادریں ہونا چاہئے۔ پہلے visit میں announce کیا ہمارے ممبرز بھی ساتھ تھے آج سنگھار اور GIDA کا دفتر گوادریں کے اندر operate کر رہا ہے۔ تو میرے پاس ایک صاحب آئے انہوں نے بڑی عجیب سی بات کی اور وہ بھی ہمارے بلوچستان کے تھے ہمارے جاننے والے تھے کہ کہتے ہیں جام صاحب بڑی تکلیف ہوگی گوادریں میں نے کہا آپ کو تکلیف ہوگی۔ کہتا ہے نہیں مجھے تو نہیں ہوگی جس نے پلاٹ خریدا ہے اُس کو ہوگی۔ میں نے کہا جس نے اگر کراچی سے لاہور سے اسلام آباد سے کسی نے اگر پلاٹ خریدا ہے وہ جب دی جا سکتا ہے۔ وہ بیرون ملک جا سکتا ہے وہ ہر جگہ جا کے اپنی mutation اپنا transfer of property کر سکتا ہے۔ تو گوادریں جانے میں اُس کو کیا حرج ہے آنے دیں گوادریں، گوادریں آئے گا دو دن رہے گا کرائے پر گاڑی لے گا۔ ہوٹل کا پیسہ دے گا چار لوگوں پر پیسہ خرچ کریں گے۔ پیسے آئیں گے بینک میں پیسے جمع ہو گئے۔ تو یہ فائدہ کس کو ملے گا۔ کرنے دیں گوادریں کو فائدہ اور آج اُن کو یہ تکلیف اٹھانی ہے تو بالکل گوادریں زمین خریدنی ہے تو گوادریں آ کر خریدو۔ کراچی کے ڈیفنس یا کراچی کے کسی ہوٹل میں یا کراچی میں کافٹن کے دفتر میں بیٹھ کے اگر گوادریں زمینوں کی فروخت ہو رہی ہے تو ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہے۔ تو آج الحمد للہ یہ GIDA والے ہوں یا سنگھار ہاؤسنگ والے ہوں انہوں نے اپنے دفاتر گوادریں کے اندر قائم کیے۔ تو یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جن سے ہم نے گوادریں کو اٹھانا ہے۔ گوادریں اصل چیز اُس وقت اُٹھے گی جب ہم گوادریں کو سنجیدہ لیں اور گوادریں کے اس طرح کے چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل کریں۔ پہلی دفعہ آج یہ جو ہم نے بڑے desalination plant لگائے جن پر اربوں روپے خرچ کئے۔ ابھی recently پچھلے دور میں ہم پچھلے visit پر گئے تھے۔ تو سُر بندر کا desalination plant پہلی دفعہ 2 لاکھ گیلن مہیا کر رہا ہے۔ اس طرح کرواٹ کا ہم نے انشاء اللہ چار ماہ میں شروع ہوگا۔ اسی طرح چائینز کے ساتھ جو ہمارا ایک contractual ہوا تھا۔ 1.5 ملین گیلن وہ دے رہا ہے تو آج گوادریں کے اندر 1.7 ملین گیلن پانی پائپ لائن کے ذریعوں کو مل رہا ہے۔ اور اس طرح پہلی دفعہ پینس کا جو پانی کی پائپ لائن کا سسٹم ہے

وہ ڈیم سے پسینی شہر تک آرہا ہے اور لوگوں کو میٹھا پانی مل رہا ہے تو ہماری انشاء اللہ کوشش ہوگی معاشی خودکشی ہم کسی کی نہیں کر رہے ہیں۔ چیزوں کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ بھی ہمارا ساتھ دیں تھوڑا اور بہتر کریں۔
جناب اسپیکر: شکریہ قائد ایوان۔ جی ثناء بلوچ صاحب کے بعد زمرک خان۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

شکریہ جناب اسپیکر! میں ویسے اس موضوع پر آنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ ہماری ویسے بھی بزنس پڑی ہوئی ہے آج کے کام کی جام صاحب نے ایک طویل explanation بھی دی۔ سوال انتہائی مختصر تھا میرے دوست کا احمد نواز صاحب کا کہ گوادریں میں جو کارریلی ہوئی۔ اُس پر حکومت بلوچستان نے، شنید میں آیا ہے اخراجات کئے ہیں۔ تو میرے خیال میں حکومت بلوچستان نے کوئی نوے دس کروڑ روپے اخراجات اس پر آئے ہیں۔ جام صاحب میرے بھائی ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے سوالات کا جواب دیں۔ لیکن I would like to clear certain things کچھ چیزوں کی clarification بہت ضروری ہے اس ہاؤس میں number 1 car racing polo golf یہ غریب کے نہیں امیروں کے کھیل ہیں اور کھیل کوئی بھی ہو غریب کا ہو امیر کا ہو اچھی چیز ہے ہم کھیل کے حق میں ہیں بلوچستان میں کھیل کے میدان سب سے چاہئیں۔ کھیل کے میدانوں میں بچوں کو آنا چاہئے۔ اگر بلوچستان کے ساتھ انصاف ہوتا آج ہمارے بچے car racing میں بھی آسکتے تھے۔ لیکن unfortunately بلوچستان کے غریب بچے وہ تو اسکول جانے کے لیے بس کے محتاج ہیں وہ کسی racing کی گاڑی چھ سات کروڑ کی کہاں سے بنا کے racing میں حصہ لے سکتے ہیں۔ میں صرف بات جام صاحب سے جو احمد نواز صاحب نے context کیا ہے وہ جو economic وہ جو آپ نے کہا exploitation یا economic وہ کیا کہتے ہیں کہ اُنکے massacre کا اُن کا معاشی قتل عام کی میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں۔ گوادریں کو ہم نے سرک تاج بنایا ہوا ہے لیکن گوادریں کے غریب شہری اس وقت پینے کے پانی سے محروم ہیں۔ جس دن car racing ہو رہی تھی آپ کو یاد ہے بلکہ میں نے tweet بھی کیا تھا۔ اُس سے دو دن قبل گوادریں کی آدھی آبادی سڑکوں پر تھی۔ عورتیں، بچے، بچیاں، ماہی گیر بوتل ہاتھ میں اٹھائے کہ جی ہمیں پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا۔

(اذان۔ خاموشی)

جناب اسپیکر:

میرا خیال ہے ثناء بلوچ صاحب! بالکل، لیکن یہ ایجنڈے کا حصہ نہیں ہے۔ پھر آپ کا ایجنڈا بہت

زیادہ ہے۔ بالکل ثناء بلوچ صاحب! آپ کی بات اپنی جگہ پر۔ کمزوریاں ہیں لیکن کسی علاقے میں کسی activity سے علاقے میں بہتری آتی ہے۔ نہیں، پھر ہمارے پاس ایجنڈا اتنا ہے اگر آپ اسکو لمبا کریں گے پھر آپکے سوال کے اوپر جواب آئیگا۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

مجھے بات کرنے میں ختم کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جو معاشی قتل عام کی بات ہوتی ہے اس کا ایک context ہے۔ جب بھی گوادریں کوئی mega event ہوتا ہے۔ کوئی میگا افتتاح ہوتا ہے، کوئی mega cultural یا اسپورٹس کا event ہوتا ہے، پروگرام ہوتا ہے۔ گوادریں کے شہروں کے لیے، وہ بیچارے اپنے گھر میں محدود ہو جاتے ہیں۔ اُن کو باقاعدہ پابند سلاسل کیئے جاتے ہیں کہ آپ ایک گلی کوچے سے ایک علاقے سے دوسری جگہ پر جانیں سکتے۔ میں چھوٹی سی مثال دوں۔ دیکھیں روزانہ وہاں کوئی ساڑھے ساڑھے سو کے قریب چھوٹے ماہی گیر ہیں۔ جام صاحب! یہ جو ہم کہتے ہیں economic قتل لوگوں کا۔ وہ ساڑھے سات سو کے قریب ماہی گیروں کو وہاں ماہی گیری کے لیے اجازت نہیں دی جاتی، ابھی بھی APA کا اجلاس ہو رہا ہے۔ جو ایشین پارلیمنٹری ایسوسی ایشن کا کارریلی کے دوران اس سے قبل جتنے بھی events ہوئے ہیں تو جناب والا! روزانہ 25 کروڑ روپے، یہ میں آپ کو figures کے ساتھ بتا سکتا ہوں کہ بلوچستان کے ماہی گیروں کا بالخصوص گوادریں کے 25 کروڑ روپے روزانہ کے حساب سے اُنکا نقصان ہوتا ہے۔ میں اسپورٹس کے حق میں ہوں لیکن جام صاحب اگر 9 کروڑ روپے اسپورٹس پر لگنے تھے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں، اسپورٹس کے منسٹر عبدالخالق ہزارہ صاحب بیٹھے ہیں۔ ایک ارب روپے بلوچستان کے گزشتہ چار events میں خرچ ہوئے ہیں۔ کچھ جشن آزادی کے نام پر، کچھ car racing کے نام پر۔ اور جبکہ بلوچستان میں ہم hostility کی بات کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں بلوچستان میں پیسہ نہیں ہے ہم کہتے ہیں بلوچستان کے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں۔ بلوچستان میں اساتذہ کے بھرتی کے لیے ہمارے پاس تنخواہیں نہیں ہیں۔ اگر hostility ہے۔ تو یہ غربت بلوچستان میں حکومت کے عمل میں بھی نظر آنی چاہئے۔ تو میں یہ کہتا ہوں جناب والا! یہ ریکارڈ کی درستگی کے لیے کہ یہ جس طرح کے پروگرامز ہونے چاہئیں اگر ایشین پارلیمنٹری ایسوسی ایشن نے فنڈ کیا تھا تو آپ اسے اسمبلی لے آئے ہم غربت کی بیروزگاری کی مفلوبجیت کے عالم سے گزر رہے ہیں۔ اور اُس کے بعد ہم یہ کہ جی گاڑیاں گزر رہی تھی ں، اُس سے لوگوں کا فائدہ ہوا جام صاحب for God sake ہم بلوچستان کے مخلص رہنما ہیں اور آپ ہم نے مل کر اس صوبے کو بنانا ہے۔ لیکن

thank you۔ facts facts ہی رہنے دیا جائے۔

جناب اسپیکر: ثناء صاحب! شکریہ۔ جی ظہور صاحب!
میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم):

جناب اسپیکر! میں اُن کا جواب دے دوں۔ جو ثناء صاحب نے ماہی گیروں کے بارے میں بتایا وہ بالکل درست نہیں ہے۔ جیسے ہی ہماری گورنمنٹ وجود میں آئی ہے ہم نے گواد کو main focus کیا ہے۔ پہلی کیبنٹ میٹنگ میں ہم نے پانی کو ایمر جنسی declare کیا ہے۔ جس طرح جام صاحب نے بتایا وہاں جا کے ہم نے مختلف projects کو start کیا ہے۔ ابھی گواد کو کوئی 7.5 ملین گیلن پانی per day مل رہا ہے۔ لیکن ہم نے آتے ہی plan کیا کہ 2023ء تک 18 ملین گیلن per day کریں گے۔ 5 ملین گیلن ابھی GDA install کر رہی ہے وہ bidding process میں ہے۔ سوات ڈیم جو کب سے pending پڑا ہوا تھا۔ ہم نے آتے ہی اُس کو push کر دیا۔ اور نومبر تک اُس کی پائپ لائن مکمل ہو جائے گی اور وہاں گواد کو 5 ملین گیلن پانی مل جائے گا۔ اسی طرح شادی کورڈیم پرانا project تھا۔ dead پڑا ہوا تھا ہم نے آتے ہی اُس کو push کیا 2.5 ملین گیلن پانی وہاں سے اُن کو مل جائے گا۔ اسی طرح آکڑا ڈیم سے جو 2.5 ملین گیلن مل جائے گا۔ اُس desalination plant تھے، کارواٹ کا plant پچھلے 15 سال سے dead پڑا ہوا تھا۔ ہماری حکومت آئی ہم نے اُس کو push کیا اُس کو FWO کو دیا۔ اور اُس سے کہا کہ تین ماہ میں اس کو functional کرو۔ اُس سے ہمیں 2 ملین گیلن پانی مل جائے گا اس طرح سُر بندر کا plant ختم تھا ہم نے وہ بھی FWO کو دے دیا اس پر کام شروع کر دیا۔ ابھی دو ملین گیلن فی دن پانی لوگوں مل رہا ہے۔ اور جہاں میرے بھائی نے یہ کہا کہ گواد میں سات سو ماہی گیر ہیں اُن کی بات غلط ہے۔ گواد میں اس وقت 32 سو بوٹس چل رہے ہیں۔ 25 سو East bay میں اور باقی West bay میں چل رہے ہیں۔ East bay پر جو مسئلہ چل رہا تھا جو ثناء بھائی نے کہا آدھا شہر نکل گیا تھا اور وہاں پانی کی بوتلیں لیکر آگئے تھے۔ جیسے ہی ہم اور وزیر اعلیٰ صاحب نے لوگوں کے ساتھ میٹنگ کی۔ اُنکا basic مسئلہ یہ تھا کہ جو Expressway بن رہی ہے لوگوں کے خدشہ کا اظہار کر رہے تھے کہ Expressway جب یہ بنے گی تو شاید اُن کی ماہی گیری متاثر ہوگی۔ ہم نے اُن کو بٹھایا وزیر اعلیٰ صاحب نے اُن کے ساتھ دو تین گھنٹے میٹنگ کی۔ وہاں ہم نے فیصلہ کیا کہ جی ہم اس کو بنائیں گے۔ اُن کو ایک port basin بنا کے دیں گے۔ اور وہ انٹرنیشنل کا ہوگا اور اس کے ساتھ ہم نے آتے ہی جو West bay گواد کا ہے۔ وہاں بہت بڑی fish harbour

plant کر رہے ہیں۔ جس میں fish building بھی ہوگی اور اُس میں workshop بھی ہوگا۔ اور گوادر کے لوگوں نے وہاں ماہی گیروں کے نمائندوں نے میرے ساتھ بیٹھ کے پریس کانفرنس کی اور وہ مطمئن تھے۔ جہاں تک کارریلی کی بات کی انہوں نے، کارریلی میں کوئی 9 کروڑ خرچ نہیں ہوا ہے۔ وہاں لوگوں نے میں نے خود دیکھا ہے لوگ amuse ہوئے ہیں اور اس چیز کو ہم اس میں اگر تمیز کریں گے، جی کہ یہ امیروں کا کھیل ہے یہ غریبوں کا کھیل ہے خدا کے لیے ہم اُس چیز سے نکل جائیں ہم بلوچستان کے لیے کام کریں ہم گوادر کی ترقی کو سامنے رکھیں ہم لوگوں کی ترقی کو سامنے رکھیں۔ جو facts ہوں گے وہ ہمیں بتادیں۔ جس طرح آپ نے بتایا کہ جی 25 کروڑ ماہی گیروں کا نقصان ہو رہا ہے آپ جا کر ماہی گیروں سے پوچھیں جتنی initiative ہماری گورنمنٹ نے لیا ہے پچھلی کسی گورنمنٹ نے نہیں لیا تھا۔ اور وہاں کا جو MPA ہے وہ بی این پی (مینگل) کا ہے۔ آپ عام لوگوں سے جا کر معلوم کریں۔ اور یہ fact and figures میں آپ کو بتا رہا ہوں جا کے آپ check کریں۔ 25 سو boats کو ہم benefit دے رہے ہیں۔ اور اُن کا جو GDA اور GPA کو اُن کی feasibility بنائے اور یہ بھی کہا گیا چائینز کو کہ جی آپ جب یہ Expressway بنائیں گے ہر 15 دن کے بعد آپ جا کے ماہی گیروں کے ساتھ بیٹھیں گے اور اُن کے جو بھی genuine concerns ہونگے اُن کو آپ متواتر address کرتے رہیں۔ اور لوگوں نے خود آ کے وہاں کے ماہی گیروں کے نمائندوں نے پریس کانفرنس کی اور انہوں نے اطمینان کیا ہے۔ تو براہ مہربانی ہم گوادر کو پولیٹیکل کارڈ استعمال نہیں کریں۔ ہم گوادر کی ترقی کے لیے کوشاں رہیں۔ thank you very much .

جناب اسپیکر: جی شکریہ نہیں نہیں وہ ہو گیا۔ جی زمر خان صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو):

شکریہ جناب اسپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ میں سب سے پہلے نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب، اکبر مینگل صاحب اور زاہد علی ریکی صاحب کو کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہمارے پارلیمانی لیڈر نے مبارکباد دی ہے۔ نواب صاحب چلے گیا گروہ موجود ہوتے تو شاید میں اُن کے بارے میں اتنا کہتا کہ ہماری ایک اچھی یادیں ان کے ساتھ 2008ء سے 2013ء تک ہمارے چیف منسٹر رہ چکے تھے۔ اور بلوچستان کے لئے انہوں نے خدمت بھی کی ہے۔ اُن کے وقت این ایف سی ایوارڈ آیا۔ اٹھارہویں ترمیم آئی۔ تو اس حوالے سے میں اتنا کہوں گا نواب صاحب سے کہ وہ اپوزیشن میں رہتے ہوئے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ

کے ساتھ جام صاحب کے ساتھ ہماری جوڑی پٹنچر ہیں اسی طرح جس طرح 2008ء سے لیکر 2013ء تک انہوں قوم کی اس ملک کی خدمت کی یہی توقع ہے کہ بلوچستان میں بھی ہمارے ساتھ ملکر وہی کردار ادا کریں گے جس طرح اُس وقت ادا کیا تھا۔ اور اس قوم کے لئے اس صوبے کے عوام کیلئے ایک اچھے کردار کے ساتھ خدمات سرانجام دیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہو گئے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب اور ثناء بلوچ صاحب اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی:

شکریہ جناب اسپیکر! ضلع قلات کے علاقے ہر بوئی میں صنوبر کے جنگلات کی کٹائی اور بندت اور رہائشی مکانات سے متعلق ہے۔

کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی ایل کی جانب سے ضلع قلات کے علاقے ہر بوئی میں ایک سروے کے مطابق وہاں پائے جانے والے صنوبر کے نایاب جنگلات کی کٹائی کے ساتھ ساتھ علاقہ کے مکینوں کے گھر اور بندت مسمار کر دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں زرعی مقاصد کیلئے قائم بندت اور رہائشی مکانات مسمار کر کے ٹیسٹ بورز لگانے کے نتیجے میں متاثرین کو تاحال کوئی معاوضہ بھی ادا نہیں کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال سوال اور جواب بھی table ہوا ہے۔ لہذا آپ ضمنی پر آ جائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی:

جناب اسپیکر! جہاں تک جواب کا تعلق ہے میرے خیال میں یہ جواب نامکمل بھی ہے۔ اور بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو اس جواب کے اندر نہیں لائی گئی ہیں۔ خصوصاً میرے ساتھ اُس علاقے کے لوگوں کی یہ درخواستیں پڑی ہیں لیکن جواب کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ کچھ ٹیسٹ بور لگائے گئے ہیں جو کہ ہر بوئی پروٹیکٹنگ فارسٹ کی حدود سے باہر ہیں۔ اگر ان علاقوں کے لوگوں کی ذاتی زمینوں اور موجود درختوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے تو یہ عمل مقامی آبادی نے محکمے کے علم میں نہیں لایا گیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مقامی آبادی نے محکمے کے علم میں یہ بات نہیں لائی یہ غلط ہے۔ جناب اسپیکر! مقامی آبادی کی جو درخواستیں ہیں اس کی پوری کاپیاں میں آپ کے حوالے کروں گا وزیر جنگلات کے بھی حوالے کروں گا۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کو لکھا ہے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! ضمنی کا جواب لیتے ہیں۔

میر ضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ جنگلات و جنگلی حیات):

جناب اسپیکر! جن اداروں کا ذکر معزز رکن کر رہے ہیں۔ اُس علاقے کے جو مکین ہیں جو بنیادی facilities سے محروم ہیں۔ تو اُن کے ساتھ، علاقے کے عمائدین کے ساتھ اُن کو بجلی بھی جنیٹر کے ذریعے فراہم کر رہے ان کو دیگر facilities بھی دے رہے ہیں۔ جہاں تک درختوں کی کٹائی کا تعلق ہے۔ اُس پر بالکل ہی پابندی ہے۔ ہاں! مقامی لوگ جن کو ہماری ریاست نے نہ گیس کی سہولت دی ہے نہ کسی اور چیز کی۔ مقامی لوگ اپنی ضرورت کے مطابق اس کو کاٹ لیتے ہیں باقی کوئی کمپنی جنگلات کو نہیں کاٹ رہی۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ نے اُس میں لکھا ہے کہ اُس علاقے میں ہیں نہیں جہاں پر یہ چیزیں ہیں۔

وزیر محکمہ جنگلات و جنگلی حیات:

جناب اسپیکر! میں ہر بوئی کی بات کر رہا ہوں۔ جہاں یہ کام کر رہے ہیں۔ نچارہ اور پندران کے علاقے میں۔ وہاں جنگلات بالکل نہیں ہیں کہ جہاں یہ کام کر رہے ہیں۔ بالکل وہ کام کر کے کہیں وہ ڈرنگ کر کے واپس بھی گئے ہیں۔ اُن کو تیل نہیں ملا ہے۔ اُدھر کے لوگوں کی یہی خواہش ہے کہ جہاں جنگلات نہیں ہیں وہاں ڈرنگ کریں۔ اُنھوں نے اُن کے ساتھ معاہدہ بھی کیا ہے کہ یہ یہ سہولیات ہم آپ کو دینگے۔ اگر جس طرح ان کے پاس کچھ لوگوں نے درخواستیں بھیجی ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ نہیں ہونا چاہئے اسی طرح ہمیں بھی لوگوں نے درخواستیں بھیجی ہیں کہ ان کمپنیوں کے ساتھ کام کرنا چاہئے تاکہ علاقہ ترقی کر سکے۔

جناب اسپیکر: چلیں وہ جو بھی ہے اُس کو آپ دیکھ لیں۔ درخواستوں کو پھر دیکھتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی:

جناب اسپیکر! میں ضیاء صاحب کے حوالے کر دوں گا۔ سوال کچھ اس طرح ہے کہ صنوبر کے جنگلات کی کٹائی کے ساتھ ساتھ بندات، رہائشی مکانات سے متعلق لوگوں نے compensation کی درخواستیں دی ہیں۔ ایک درخواست 3 فروری 2016ء کو دی ہے جس میں تیس کروڑ روپے compensation کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ دوسری درخواست بھی اسی طرح کی ہے جو 9 مئی 2018ء کو ڈپٹی کمشنر کو دیا گیا ہے جس میں compensation کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جس میں بندات اور کچھ مکانات بھی گرائے گئے ہیں۔ تیسری درخواست بھی کچھ اسی طرح ہے۔ اُس میں بھی ڈپٹی کمشنر کو نقصانات کے ازالے کیلئے اور ساتھ ہی اُس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ چیئر مین سینٹ نے بھی اس مسئلے کو سینٹ کے اجلاس میں پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھایا ہے۔

اور پانچ اس قسم کی درخواستیں ہیں جن میں انہوں نے لکھا ہے کہ انکے رہائشی مکانات اور بندت توڑ دیئے گئے ہیں۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ وہ مقامی لوگوں کو جو اپنے درخت کاٹے گئے ہیں۔ اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ عمل محکمے کے علم میں نہیں لایا گیا ہے۔ تو اس کی تصحیح کے لئے یہ ہونی چاہئے کہ گزشتہ دنوں محکمہ نے یہاں سرینا ہوٹل میں جو علاقے کے لوگ تھے، اُن کو بلایا گیا تھا۔ اور ان کے ساتھ اُس نے میٹنگ بھی کی ہے۔ اور یہ بات اُس کے علم میں ہے۔ لیکن اس کے باوجود اب تک جو مقامی آبادی کے جو نقصانات ہوئے ہیں۔ اور ان کے compensation ادا نہیں ہوئے ہیں۔

وزیر محکمہ جنگلات و جنگلی حیات:

جناب اسپیکر! اس طرح کہ جنگلات ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے compensation وہ ڈپٹی کمشنر کا کام ہے۔ وہ اس بارے میں تفصیل لے لیں گے اور لوگوں کو compensate کریں گے۔ انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ کو درخواستیں دینگے اُس کو دیکھ لینا۔ جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! شکریہ۔ ضیاء جان نے بالکل درست فرمایا کہ معاملہ اور موضوع ہی اُن سے متعلق نہیں ہے۔ صرف جنگلات کا ایک چھوٹا سا component ہے۔ otherwise PPL جس کو میں نے 2003ء میں جب میں سینٹ کا ممبر تھا کہا تھا PPL (پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ) بلوچستان کی ایسٹ انڈیا کمپنی ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی تاریخ اگر آپ اُٹھا کر پڑھ لیں۔ 1950ء میں جب بلوچستان میں پہلی دفعہ 1951ء میں برما آئل کمپنی آئی، PPL اُس کا پارٹنر تھا۔ 1951-52ء کے بعد جب وہاں گیس دریافت ہوئی اُس وقت سے PPL نے take over کیا۔ اور PPL بلوچستان کی سیاست، بلوچستان کی معیشت بلوچستان کی سماجیات اور بلوچستان کی ترقی میں اُس کا بڑا Invisible role رہا ہے۔ بلوچستان کی economy اُس نے بڑے systematic طریقے سے کبھی یہ نہیں چاہا کہ بلوچستان میں تعلیم عام ہو۔ کبھی بلوچستان میں لوگوں کو خود آئل، گیس، مائنر، منریا لوجی سے متعلق تعلیم حاصل ہو۔ PPL نے کبھی یہ نہیں چاہا کہ لوکل لوگ mobilized organized ہوں اور یہ جو CSR جس کو کہتے ہیں۔ Corporate social responsibilities جس میں آپ وہاں کی سوسائٹی سماج کو جہاں سے آپ گیس نکالتے ہیں۔ آپ 2 سے 7 پرسنٹ تک پوری دُنیا میں تعلیم، ہیلتھ، روزگار کے شعبے میں Infrastructure کے شعبے، میں مین پاور Human resources development کے سیکٹر میں آپ ان کو دیتے

ہیں۔ لیکن انہوں نے نہیں دیا۔ PPL ایک mentality ہے۔ ہر بوئی میں ان کا ایک چھوٹا سا کام ہے۔ دراصل ہم یہ جو context لائے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پی پی ایل اس وقت تقریباً پچیس سے تیس پرسنٹ گیس بلوچستان سے نکال رہا ہے اور باقی صوبوں میں لیجا رہا ہے۔ پی پی ایل بلوچستان مائننگ انٹرپرائزز کے نام سے خضدار میں قریباً 1970ء سے فیروز آباد سے نکال رہا ہے۔ وہاں کے لوگوں کی شکایت سن لیں۔ پی پی ایل کو ابھی بلوچستان میں 2010ء کے جب اٹھارہویں ترمیم آئی۔ اس context کو سمجھیں۔ قائد ایوان صاحب بھی بیٹھے ہیں یہ ایک Larger issue ہے اس کو ہم نے کس طرح deal کرنا ہے۔ 2010ء کے بعد اٹھارہویں ترمیم متعارف ہوئی تو ساری کمپنیوں نے جتنی ملٹی نیشنل، نیشنل، particularly PPL سے related کمپنی تھیں۔ They rushed to Balochistan۔ کوئی پندرہ سے سولہ blocks concession کے دیئے گئے تھے۔ کہ جی آپ نے exploration کرنی ہے۔ اور وہ بھی جلد از جلد exploration کرنی ہے۔ اُن کو یہ ڈر تھا کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد کیونکہ آئل گیس، پیٹرولیم نیچرل ریسورسز میں صوبوں کا شیئر بڑھ گیا ہے۔ تو جب ہم اپنی آئل اینڈ گیس کی exploration کریں گے۔ ہم کہیں گے کہ جی ہم نے کچھ پیچھے کیا تھا اور کچھ آگے کیا تھا۔ اس رٹ میں جب آپ تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں تو جناب والا! آپ ماحولیات کا خیال نہیں رکھتے، آپ سماج کے معاشی، معاشرتی، ثقافتی اور باقی روایات کو پامال کرتے ہیں۔ اور پی پی ایل نے exactly صرف ہر بوئی میں نہیں کیا۔ پی پی ایل نے بولان، واشک اور خاران میں یہی کیا کہ جدھر اُن کی مرضی آئے انہوں نے ان لوگوں کی زمینیں لوگوں کے جنگلات لوگوں کی چراگاہ ہیں جو ایریاز ہیں، وہ سارے تباہ و برباد کئے کسی سے کوئی permission نہیں لیا۔ ابھی اس جواب بھی ذکر ہے کہ جی یہاں EIA جو ہے Environmental impact assessment کے طور سے تھے۔ یہ Public hearing سرینا میں ہوئی۔ اور اس کیلئے بھی ہم نے لوگوں کو mobilize کیا پہلی دفعہ جائے بلوچستان میں یہ کلچر ہو کہ وہاں ہمارا آئل ہے گیس ہے۔ پیٹرولیم ہے نیچرل ریسورسز ہیں، اُس کا ہمارے ماحولیات سے ہماری سماج سے ثقافت سے ساری چیزوں سے تعلق ہے۔ جناب والا! میں یقیناً جانتا ہوں کہ میرے دوست ضیاء کے بس کی بات نہیں ہے۔ کہ وہ ان معاملات پہ جواب دیں۔ یہ میرے سامنے ایک نوٹیفکیشن پڑا ہوا ہے۔ یہ ہم نے بنایا تھا سینڈک کے حوالے سے کمیٹی 16 اکتوبر 2018ء کو ظہور بلیدی صاحب، جام صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بالآخر کمیٹی کی composition مکمل کی سینڈک پر بحث و تمحیص کے بعد یہ کمیٹی بنی۔ اس میں جو پی پی ایل سے related issues ہیں۔ پی پی ایل کی بلوچستان

کو ownership بھی گئی۔ لیکن unfortunately گزشتہ حکومتوں نے اپنے نرم لہجے نرم رویے کے باعث بلوچستان پی پی ایل پر اپنا کنٹرول حاصل نہیں کر پایا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر بوئی یہ جنگلات کی تباہی ایک test case ہے کچھ زمینداروں غریبوں کے معاملات کا۔ لیکن overall پی پی ایل آئل اینڈ گیس، مائنز اینڈ منرل اس سے بلوچستان کا مستقبل وابستہ ہے جناب والا! یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ یہ جو ہم نے سینڈک پر بحث کی ہے۔ یہ سینڈک بھی اسی context میں تھا۔ کمیٹی بنی unfortunately اب تک اس کی کوئی مینٹنگ نہیں ہوئی۔ ہمارے دوست busy ہوں گے۔ لیکن اب ہم یہی اُمید رکھتے ہیں۔ کہ جلد از جلد اس کی مینٹنگ ہوگی۔ آپ ایک رولنگ دے دیں کہ پی پی ایل سے متعلق جتنی بھی شکایات ہیں۔ بلوچستان کے تمام علاقوں سے خضدار، بولان، قلات، سرہ غرگئی، زرغون، خاران، واشک جہاں سے بھی پی پی ایل سے شکایات ہیں۔ یہ کمیٹی جو بنی ہے جو نیچرل ریسورسز کو، آئل اینڈ گیس کے حوالے سے گیارہ رکنی کمیٹی ہے اکثریت ہمارے حکومتی اراکین کی ہے۔ اس کمیٹی کو اس کو take-up کیا جائے کیونکہ اس کے Environmental social economical اور Constitutional legal aspects بھی ہیں۔ جو صرف اس اسمبلی میں نہ تو میرے خیال جام صاحب جواب دے سکیں گے۔ نہ ضیاء جان دے سکیں گے۔ کیونکہ This is very comprehensive subject تو اس میں جناب! آپ کی رولنگ چاہئے۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر:

شکر یہ ثناء بلوچ صاحب! میرے خیال میں یہ صرف جنگلات کے question نہیں ہیں۔ اس میں پی پی ایل، مائنز ڈیپارٹمنٹ کا بھی ہے۔ پی پی ایل کے میرے سامنے بھی کچھ انفارمیشن اُس وقت آئی تھی کہ وہ سوئی میں اس کو extend کرنا تھا۔ وہ بھی میرے خیال میں اس گورنمنٹ نے آگے اس کو بڑھانا ہے۔ لیکن وہ extend نہیں کیا۔ ہاں وہ جو جی ڈی سی ایل کا تو یہ چیزیں ہیں۔ جی پونس زہری صاحب۔

میر پونس عزیز زہری:

جناب اسپیکر! یہاں جو سرینا ہوٹل میں پروگرام ہوا تھا۔ اس میں یہی کہا گیا تھا کہ جب تک دوبارہ ان کے ساتھ ایگریمنٹ نہیں ہوگا تو پی پی ایل اُس وقت تک اپنا کام روک دے گا۔ لیکن یہ ہے کہ پی پی ایل نے اس بات کو ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا۔ اور خضدار میں اب بھی وہ اپنا کام بجائے کم کرنے کے یاروکنے کے وہ ڈبل کام کر رہا ہے۔ اور ایگریمنٹ بھی اُس کے ساتھ نہیں ہے۔ 15 تاریخ رکھا ہے کہ خضدار میں بیٹھ کے اس پر بات ہوگی۔ تو اس کمیٹی کو active کر دیں۔ تاکہ یہ کمیٹی بھی ان کے ساتھ بیٹھے اور کوئی اچھے

طریقے سے ان کے ساتھ بات ہو۔ یا اسی طرح لوگوں کو پہلے ٹھگایا تھا۔ پہلے لوگوں سے زمینیں اور ان کے پہاڑ لے لیے تھے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس کمیٹی کو active کر دیں تاکہ اسی 15 کو جو خضدار میں ہے اس میں بات ہو۔

جناب اسپیکر: جی قائد ایوان صاحب۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

جناب تھوڑی سی update ضرور دوں کہ پی پی ایل کی جو چیزیں اس پر تھوڑا سا اگر ہم دیکھ لیں۔ بولان مائننگ کی جو آپ کر رہے ہیں کہ یہ ایک joint-venture ہے بی ڈی اے اور پی پی ایل کا تو اس میں directly گورنمنٹ آف بلوچستان اور پی پی ایل دونوں partner ہیں۔ ہمارا بی ڈی اے ڈیپارٹمنٹ اور پی پی ایل بھی اس میں ہے۔ انہوں نے شراکت کر کے پھر اس کے نام سے جو بولان مائننگ کی ایک کمپنی ہے یہ form ہوئی اور جو بہت عرصے سے basically بیرائیٹ مائننگ پر۔ وہاں سے بیرائیٹ نکل رہی ہے اُس پر کام ہو رہا ہے۔ میری اپنی ایک تجویز ہوگی چونکہ وہ سینڈک سے related پروجیکٹ تھا اُس کی اپنی کوئی ضروریات تھیں عموماً ایک بات کو میں پھر repeat اسی لئے کرنا چاہا ہوں یہ وہ subjects ہیں جو بڑے regular basis پر ہر ڈیپارٹمنٹ میں نکلیں گے۔ ہم ابھی یہ بات کریں گے ہر چیز کیلئے ایک الگ الگ کمیٹی بنا رہے ہیں جو کہ طریقہ کار کسی بھی اسمبلی کا نہیں ہوتا ہے۔ ہر اسمبلی کی اسٹینڈنگ کمیٹی ہوتی ہیں اور ان کے جو ڈیپارٹمنٹ ہیں وہ concerned اپنے subjects کو اپنی کمیٹی میں خود بلا تے ہیں۔ یعنی اس میں پھر نہ مجھے کہنے کی ضرورت پڑے گی، نہ نداء صاحب کو شکایت کرنے کی ضرورت پڑے گی، نہ ہی اسپیکر صاحب کو رولنگ دینے کی ضرورت پڑے گی ہم ان کمیٹی کو فعال کریں۔ بی ڈی اے جس بھی آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں آئیگا اس ڈیپارٹمنٹ کا چیئرمین جو آپ کو کمیٹی کا ہوگا وہ خود call کریگا۔ وہ دس مینٹگیں کریگا وہ سب کمیٹی بنائے گا، وہ بولان مائننگ کو جا کے visit بھی کریگا وہ mines کے bid پر بھی جائیگا وہ سارے ایم ڈی کو بھی بلا سکتا ہے وہ انجینئرز کو بھی بلائیگا وہ سارے drafts کو بھی بلا سکتا ہے وہ سارے agreements کا review بھی کر سکتا ہے اور اپنی رپورٹ بنا کے آپ کو پیش بھی کر سکتا ہے۔ تو پہلے بھی ہم نے یہی تجویز دی تھی لیکن چونکہ ہماری کمیٹی بنی نہیں تھی۔ اور شاید ایک تاثر دیا جا رہا تھا کہ گورنمنٹ شاید اس کمیٹی کو بنانے میں اتنی serious نہیں ہے لیکن ہم نے کہا کہ ہم بالکل سیریس ہیں۔ ہم نے حالانکہ عموماً گورنمنٹس میں یہ کبھی اس طرح کی relationship نہ ہوتا کہ اپوزیشن نے ریکویسٹ کی ہم نے اس کو entertain کیا اور ہم نے اپنے نمبر بھی

دیے اور اپوزیشن کی بھی ہے۔ یہ سینڈک سے related تھا اس کو بالکل آپ کریں۔ دوبارہ میری آپ سے ریکویسٹ ہوگی آج نشاء اللہ سیشن ختم ہوتا ہے آپ لوگ اگر ایک مشترکہ اپوزیشن لیڈر اگر ہمیں دے دیں تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔ آپ سے کہ دو ماہ ہو چکے ہیں اور ہم ابھی تک اپوزیشن لیڈر سے محروم ہیں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اب آپ وہ جو پرندہ ہے جس کے سر بھی آ کے بیٹھ جائے ہمیں قبول ہے۔ لیکن اس کو کریں۔ کیونکہ سب سے زیادہ متاثر آپ ہورہے ہیں ہم نہیں، ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ ہاؤس متاثر اس طرح ہورہا ہے کہ اپوزیشن لیڈر اگر نہیں ہے تو اسپیکر صاحب کو بڑی مشکل ہورہی ہے کہ ہم وہ کمیٹیز کس طرح بنائیں۔ لیڈر آف دی ہاؤس تو اپنی طرف سے تجویز دے دیگا اور ہم اپنی کمیٹیز کے ممبرز بھی دے دیں گے لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے وہ فیصلہ نہیں آ رہا تو آپ کا کام بہت suffer کر رہا ہے۔ اور آپ جب یہ لیڈر آف دی ہاؤس کا سیشن پورا کر لیں گے اور ہمیں انشاء اللہ یہ خوشخبری جلد سے جلد سنا دیں گے۔ تو میرے خیال سے یہ کمیٹیز جب آپ کی آجائیں گی تو آپ کی جو بی ڈی اے کی کمیٹی ہوگی جو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے under آئیگی وہ بی ڈی اے کے پورے documents کھلوائیں گے۔ مائینز ڈیپارٹمنٹ میں ہوگی۔ آپ ریکوڈک، سینڈک، چاغی، دالبندین لسبیلہ کھلوائیں۔ آپ کچھ بھی کھلوا سکتے ہیں پھر آپ کو ان ساری چیزوں کو بار بار اس طریقے سے بولنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی وہ کمیٹیز فعال ہوں گی۔ اس میں ہمارے ممبرز ہونگے آپ کے ممبر ہونگے طریقہ کار ہوگا یہ سیکرٹریز آئیں گے آپ کو رپورٹ دیں گے detail دیں گے brief دیں گے۔ ہم سب ان چیزوں سے گزر چکے ہیں تو میرا ایک مشورہ ہوگا نشاء اللہ بلوچ صاحب کو کہ ہم اگر یہ جو کمیٹی سینڈک سے related تھی اس کو اسی تک محدود رکھے اور اگر آپ نے آگے جا کے دو دنوں میں اگر ہم فیصلہ کر لیتے ہیں تو میرے خیال چیزیں بہت آسانی سے چلیں گی اور اپوزیشن کو اور گورنمنٹ کو ایک بہت اچھا پلیٹ فارم ملے گا ان کمیٹیز کے حوالے سے اور اسی طرح اسی حوالے سے چونکہ سوالات کا یہ سلسلہ بھی شروع ہوا ہے سارے ڈیپارٹمنٹس کا تو اس میں بھی انشاء اللہ جب ہم پارلیمانی سیکرٹریز رکھیں گے تو یہ چیزیں اور بہتر ہوں گی۔ اور کسی بھی اسمبلی کی جو اصل طاقت ہے وہ انہی چیزوں سے ہے، سوال و جواب کا حالانکہ مجھے آج ایک چونکہ میں شاید نیشنل اسمبلی میں رہا ہوں ادھر نشاء اللہ صاحب بھی رہے ہیں یہ بہت کم سوالات ہیں ہماری سینٹ میں اور نیشنل اسمبلی میں چالیس چالیس سوالات آتے ہیں۔ لیکن اُس میں ایک چیز کا، کیونکہ میرا اپنا ایک مشورہ ہے باقی آپ پورا ہاؤس اس کو own کر سکتے ہیں کہ سپلیمنٹری عموماً سینٹ میں انہوں نے تین سے زیادہ کبھی نہیں رکھا۔ کیونکہ جب سوالات۔ اور سپلیمنٹری جب تقاریر بن جاتی ہیں تو میں بھی اس کا اتنا لمبا جواب دوں گا آپ بھی ایک

لمبا سوال کریں گے تو باقی ممبرز اپنے سوالات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر عموماً اسپیکر صاحب اس کی یہ رولنگ دیتے ہیں کہ جو سوالات کے جوابات ٹیبل پر پڑے ہیں اس کو بس یہی تصور کیا جائے اور ختم تو میری ایک ریکوریٹ ہوگی اس ہاؤس سے کہ آپ maximum سوالات بالکل کریں۔ تین سپلیمنٹری اگر ہم رکھیں تو تین سپلیمنٹری میں باری باری۔ ہماری طرف سے بھی لوگ سوال کر سکتے ہیں حالانکہ سوالات یہاں سے کوئی نہیں ہیں لیکن آپ نیشنل اسمبلی یا سینٹ میں جائیں جو ٹریڈری پیپرز کے لوگ ہیں وہ بھی آپ سے سوال کر سکتے ہیں۔ تو ہمارے بھی اپنے متعلق سوال ہوں گے آپ کے بھی ہوں گے تو address اچھا ہوگا۔ اس پر اگر ہم تھوڑا سا سوچ لیں اور نیشنل اسمبلی اور سینٹ میں تقریباً ایک گھنٹے کا ٹائم رکھتے ہیں سوال و جواب کا کہ ایک گھنٹہ پورا ہو جائے پھر اس کے بعد آپ دوسرا function بھی کر سکتے ہیں تو میری ریکوریٹ اپوزیشن سے ہوگی کہ اگر ہم تھوڑی سی جلدی کر لیں اور ان کمیٹیز کو فعال کر دیں۔ ہمارے ممبرز بھی active ہو جائیں گے ہماری گورنمنٹ بھی active ہو جائیگی ہمیں ایک اچھا پلیٹ فارم ملے گا آپ کو آپ کی کمیٹیز کو properly engage کرنے کا، سیکرٹریٹ بھی function میں آئیگا سیکرٹریٹ بھی function میں آئیں گے۔ پھر اس طرح کے جس طرح گواد میں کتنا خرچ ہوا، ریلی پر اتنا خرچ ہوا 444 اسکیمیں کونسی ہیں؟ اسی طرح سے ریکوڈک کا کیا ہوا؟ بولان ماننگ کا کیا ہے؟ یہ سب جوابات بہت اچھے پلیٹ فارم پر اچھے طریقے سے انشاء اللہ ادھر آ جائیں گے اور ہمیں ایک اچھے مکینزم میں پالیمانی نظام کو فروغ ہونے میں ایک اچھا سا طریقہ کار بھی ملے گا۔ اور یہ ہمارے لئے بھی اچھا ہے اس ہاؤس کیلئے بھی اچھا ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ قائد ایوان صاحب! میرے خیال میں یہاں بھی سپلیمنٹری کا یہی ہے کہ تین سوال کرتے ہیں۔ لیکن بہت short کرنا چاہیے لیکن یہاں جس طرح آپ نے کہا کہ تقریر زیادہ ہی ہو جاتی ہے۔ سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی:

نوابزادہ گہرام خان بگٹی صاحب نے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی

درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

سردار یار محمد رند صاحب نے بیرونی ملک جانے کی بناء آج تا تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

مولوی نور اللہ صاحب نے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

حاجی عبدالواحد صدیقی صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

حاجی احمد نواز صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

محترمہ زبیدہ رکن اسمبلی نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

نصر اللہ زیرے صاحب کی جانب سے تحریک التواء نمبر 6 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر (A) 75 کے تحت تحریک التواء پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ وفاقی وزیر اطلاعات نے گزشتہ روز وفاقی کابینہ کے فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے یہ عندیہ دیا ہے کہ وفاقی حکومت این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کا حصہ کم کرے گی۔ (اخباری تراشہ منسلک ہے) جو آئین کی

آرٹیکل 3-160 (الف) کی صریحاً خلاف ورزی ہے جو کہ ایک تشویشناک بات ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا رکن مذکورہ کو تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جی جام صاحب! اس میں ووٹنگ کرائیں، کیا اجازت ہے؟

جناب نصر اللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! ووٹنگ نہیں ہوتی اس کو اگر آپ پڑھ لیں۔

جناب اسپیکر:

نہیں اس میں تو اجازت ہاں یا ناں میں کر لیں حکومت اگر اعتراض کرے تو ووٹنگ ہوگی ہاں یا ناں کریں گے۔ میرے خیال میں تھوڑا بہت مجھے اتنا آتا ہے۔ جی آپ کو اعتراض ہے یا پیش کیا جائے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم):

دیکھیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور ہم نے بذریعہ میڈیا اور مختلف سوسائز سے ہم نے فیڈرل

گورنمنٹ کو convey کرایا ہے۔

جناب اسپیکر: تو بات ہی نہیں ہے اس کو آگے بڑھاتے ہیں۔

وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم:

ساتواں این ایف سی ایوارڈ سے ہم مطمئن نہیں ہیں۔ جو چار indicators ہیں جو بلوچستان کو resources مل رہے ہیں جس میں سب سے بڑا پالیٹیشن ہے جو 82% ہے۔ اس کے بعد backwardness اور poverty اُس کا 10% ہے revenue generation وہ 5% ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھئے! پہلے اس کو پیش کریں ناں۔

وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم:

بالکل پیش کریں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: نصر اللہ زیرے صاحب اپنی تحریک التوا نمبر 6 پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر 6

جناب نصر اللہ خان زیرے:

شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کانوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ وفاقی وزیر اطلاعات نے گزشتہ روز وفاقی کابینہ کے فیصلوں کا

اعلان کرتے ہوئے یہ عندیہ دیا ہے کہ وفاقی حکومت این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کا حصہ کم کرے گی۔ (اخباری تراشہ منسلک) ہے۔ جو آئین کے آرٹیکل 3-160 (الف) کی صریحاً خلاف ورزی ہے جو کہ ایک تشویشناک بات ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التواء نمبر 6 پیش ہوئی۔ لہذا اس تحریک کو مورخہ یکم نومبر 2018ء کو بحث کیلئے منظور کیا جاتا ہے۔ سرکاری کارروائی۔ وزیر برائے اعلیٰ تعلیم۔۔۔ (مداخلت)
ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

اس سرکاری کارروائی پر تھوڑی سی گزارش کروں گا۔ میں آپ کو بھی مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیڈر آف دی ہاؤس کو بھی اور کینٹ کو بھی۔ آج جو دو مسودات قانون آئے ہیں۔ ایک گوادر یونیورسٹی سے متعلق ہے اور ایک ایمپلائز کے بینولینٹ فنڈ سے۔ ایک زمانہ تھا کہ گوادر میں پرائمری اسکول کی بھی لوگ ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ آج الحمد للہ یہ ایوان گوادر یونیورسٹی کا مسودہ قانون زیر بحث لا رہا ہے۔ بہت بڑی بات ہے بلوچستان اور اس اسمبلی کیلئے یقیناً قابل فخر بات ہے۔ اسی طرح 1960ء کا جو قانون تھا ایمپلائز کے بیووولینٹ فنڈ کا اس میں بہتری لائی گئی ہے یہ بھی بہت اچھی بات ہے ہم اپوزیشن کی طرف سے ان دونوں قوانین کی یقیناً ہم حمایت کرتے ہیں لیکن ایک جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: پھر قانون پیش کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

مجھے بات کرنے دیجئے۔ جو طریقہ کار رکھا گیا ہے یہ اس اسمبلی کی کارروائی کو بلڈوز کرنے کے مترادف ہے جو طریقہ کار ہوتا ہے بل کو پیش کرنے کا اس طریقہ کار سے پیش کیا جائے۔ دوسری میں گزارش کروں گا۔ جناب اسپیکر! کہ ان دو اچھے قوانین کیساتھ ایک گریزی سگنگ بھی کی گئی ہے کہ ایسا قانون، کالا قانون آج یہاں متعارف کرایا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! جب پیش کریں گے آپ اس پر بولیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: جناب! آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ایک مسودہ آیا ہے آپ کے اور اراکین کے گوش گزار کرنا ضروری ہے۔ جناب! جو قانون وزیر اعلیٰ کے اسپیشل اسسٹنٹس کی تقرری کیلئے آیا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ بعد میں آئیگا اس پر آپ بولیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

اس میں یہ عرض کرونگا کہ اصل میں تو ان دونوں قوانین کا تو صرف میں یہ عرض کر رہا ہے کہ

procedure صحیح نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: چلو آپ کیلئے صحیح نہیں ہے گورنمنٹ کیلئے صحیح ہوگی۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے یہ آئین سے بھی متضاد ہے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! جب آجائیگا آپ پلیز اس پر بولیں میرے خیال میں کارروائی کو آگے

بڑھاتے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

جناب! میں عرض کرتا ہوں اس قانون کو اس میں سے حذف کر دیں پھر مسئلے کو آگے چلائیں۔ یہ

قانون اس کارروائی کا حصہ ہوگا تو یہ بلوچستان اسمبلی کیساتھ بھی، بلوچستان کے لوگوں کیساتھ بھی انتہائی ظلم ہوگا۔

آج تک ایسا کوئی قانون نہیں بنا ہے۔ اگر چیف منسٹر صاحب کو اسسٹنٹس کی ضرورت ہے تو اس قانون کو اس

میں سے نکال دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔ جس میں آپ support کریں گے support کریں جس میں نہیں کرنی ہے نہ

کریں وہ آپ کے صوابدید پر ہے، وزیر برائے اعلیٰ تعلیم یونیورسٹی آف گوادر کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء

مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء پیش کریں۔

وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم: میں وزیر برائے محکمہ اعلیٰ تعلیم یونیورسٹی آف گوادر کا مسودہ قانون

مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ اعلیٰ تعلیم یونیورسٹی آف گوادر کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء

(مسودہ قانون نمبر 31) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم: میں وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ یونیورسٹی آف گوادر

کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان

صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ ایک بہت بڑی یونیورسٹی بن رہی ہے اُس کا ہم یہاں ایکٹ پاس کر رہے ہیں ماضی میں بھی اس طرح ہوا ہے کہ لاء ڈیپارٹمنٹ سے، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے مسودہ یہاں رکھا جاتا ہے۔ اُس میں بہت ساری خامیاں ہوتی ہیں۔ آج یہ سب اسمبلی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں مجھے ابھی اس ٹیبل پر یہ مسودہ ملا ہے۔ میں نے اسے نہیں پڑھا ہے کہ اس میں کیا ہے کیا اختیارات ہیں پروفیسرز کے سینڈ کیٹ کے کیا اختیارات ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کو سینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے، یہ exempt کر رہے ہیں۔ exempt نہ کریں سینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے کیوں ناں جناب اسپیکر! اسپیشل کمیٹی آپ بنا سکتے ہیں۔ میں نے ابھی کچھ پڑھا بہت ساری خامیاں اس سبٹ میں ہیں اس طرح پاس نہ کریں۔ یہ تو بن ہوگی ہماری ان نمائندوں کی تو بن ہوگی جس نے پڑھا نہیں ہے وہ پاس کریں اب ہمیں کیا پتہ ہے۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! یہ تین تاریخ کو دوبارہ آئیگا تو آپ اس وقت۔۔۔۔۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں نہیں یہ exempt ہوگا ابھی آپ exempt کریں گے جب exempt ہوگا پھر پاس ہونے کے لئے آئیگا ابھی آپ اس کے لئے اسپیشل کمیٹی بنا دیں وہاں سے بھی ممبران کر دو یہاں بھی کر دو تاکہ ہم اس کو پڑھیں۔

جناب ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اطلاعات و نشریات اور اعلیٰ تعلیم): جناب اسپیکر! زیرے صاحب اس کے against میں ہیں کہ یونیورسٹی آف گوادریوں ذرا clear کر کے بتائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں نہیں، میں against میں ہوں۔ جناب اسپیکر! اس نے غلط الفاظ ادا کئے جناب اسپیکر! میں یونیورسٹی کے حق میں ہوں کہ اس کا ایکٹ پاس ہو لیکن ایکٹ ایسا پاس ہو کہ ہم اس کو پڑھیں اس ایکٹ میں بہت ساری خامیاں ہیں اس کو سینڈنگ کمیٹی کے حوالے کریں۔ اسپیشل کمیٹی بنائیں۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! ایک منٹ۔

میر محمد اسد بلوچ (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! ایک ہم بات وہ کہہ رہے ہیں کہ اسے میں نے پڑھا بھی نہیں جو ٹیبل کیا دوسری بات کہہ رہا ہے کہ اس میں بہت خامیاں ہیں جب آپ نے پڑھا نہیں ہے تو خامیاں کہاں سے آپ نے نکالیں۔

جناب اسپیکر: تھوڑا پڑھا ہے زیادہ نہیں۔ اچھا زیرے صاحب! بیٹھ جائیں مجھے پیش کرنے دیں۔ یہ تین تاریخ کو دوبارہ پیش ہوگا، زیرے صاحب! آپ against میں کریں گے، حق میں کریں گے اُس ٹائم کریں۔ یہ تین تاریخ کو دوبارہ منظوری کے لئے پیش ہوگا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ابھی آپ اس کو exempt قرار دے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو منظوری بعد میں چاہیے نہیں چاہیے؟ نہیں نہیں منظوری کے لئے دوبارہ آئیگا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آج پاس ہوگا دوبارہ نہیں آئیگا۔

جناب اسپیکر: دوبارہ آئیگا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ایسا ہے کہ یونیورسٹی کا ایکٹ بن رہا ہے اس میں بہت ساری باتیں ہوتی ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ مخالفت کریں یا حق میں بولیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں ابھی آپ اس کو exempt قرار نہ دیں اس کو کمیٹی کے حوالے کریں

تاکہ ہم کمیٹی میں آکر کے اس ایکٹ کو کچھ پڑھیں۔

جناب ظہور احمد بلیدی (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): جناب اسپیکر! اس کو بٹھائیں اگر یہ حق میں بولنا ہے یا جو

ان کے خلاف بولنا ہے وہ خلاف بولیں۔

جناب اسپیکر: آپ ووٹ کریں اس میں ووٹ ہوگا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ بلڈوز نہ کریں آپ اسپیکر ہیں آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں آپ

اس طرح نہ کریں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! گورنمنٹ نے لایا ہے گورنمنٹ اس میں exempt کرانا چاہتی ہے وہ ووٹ

کرائیگی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اسپیکر صاحب آپ آگے بڑھائیں دیکھیں طریقہ کاریہ ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں ایسا ہے جناب اسپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب اسپیکر: آپ اس طرح نہ کریں ایک منٹ آپ کے بولنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب نصر اللہ خان زیرے: کیوں ہم ممبرز ہیں پوری اپوزیشن ہے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ آپ بیٹھ جائیں۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! جو ملک صاحب نے اس سے پہلے بات کی اور ابھی میرے دوست نصر اللہ

زیرے صاحب نے بھی کی۔ بالکل اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سب یہ جو دو اہم سرکاری برنس آپ نے یہاں

ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ ایک گوادریونیورسٹی کے قیام کی دوسرا بینوولینٹ فنڈ کے حوالے سے ہے تیسری

اس گلنگ کی۔ تو ہم ان دونوں کے حق میں ہے کہ جلد از جلد ان کو سامنے لایا جائے۔ لیکن ایک بات جو میرے

دوست نصر اللہ صاحب آپ کو بتانا چاہ رہے ہیں وہ ہے ایک قاعدہ 84 جو کہتا ہے کہ اگر آپ کو exempt قرار دینگے تو پھر یہ تو نہ کمیٹی میں جائیگا نہ اس کی سینڈتھر ڈریڈنگ ہوگی۔ بلکہ یہ آج منظور ہو جائیگا۔ اور اگر جب پیش بھی ہوگا تو یہ اُس وقت منظور ہو جائیگا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اتنے بڑے مسودات میں ہمارے پاس academia کے دوست ہیں ہمارے پاس experts ہیں۔ ہم اپوزیشن والے ایسے خالی ہاتھ نہیں بیٹھے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو قانون گوادریونیورسٹی کے متعلق پیش کیا جا رہا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ کاپی پیسٹ نہ ہوں۔ یہ ایک بہت ہی ماڈرن ایک ایسا قانون ہوکل کو جس طرح آپ کو یاد ہوگا خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی کا مسئلہ اٹھا تھا وہ بعد میں پھر اسی اسمبلی میں آیا۔ آج کل باقی یونیورسٹی کا چل رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں جتنے سقم ہیں جتنی خامیاں ہیں وہ ختم ہوں۔ to be very honest مجھے تو حالانکہ کل شام کو میں نے خود ہی یہاں سے اپنی بزنس منگوا کے ساری رات بیٹھ کے پڑھتا رہا ہوں۔ لیکن بہت سے دوستوں نے یہ پڑھا نہیں ہے۔ یہ اتنے بڑے قوانین اور پھر ان قوانین کو رولز کے ساتھ constitution کے ساتھ، ظہور جان! ایک منٹ میں اب مختصر آئیے ہے تو لہذا اس کو ایسے کریں کہ اسپیشل کمیٹی بنا دیں اس میں پھر ہمیں ٹائم دیدیں کم از کم آنے والے پانچ چھ دنوں میں۔

جناب اسپیکر: same شاہ بلوچ صاحب! آپ کی بات آگئی ایک منٹ۔۔۔

جناب ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم): یہ تیسری شق میں ذرا پہلے اپوزیشن والوں کو یہ بتادوں کہ بڑی مشکلوں کے بعد ہم نے یونیورسٹی کو فیڈرل گورنمنٹ میں reflect کرایا ہے۔ اس میں کوئی چار سو ارب روپے کا فیڈرل گورنمنٹ نے وفاقی پی ایس ڈی پی میں سلیش لگایا یونیورسٹی بھی اس کی زد میں آگئی ہے جب پرائم منسٹر صاحب یہاں آئے تھے تو وہاں ہماری کیمینٹ نے ان سے گزارش کی کہ مہربانی کریں یہ چونکہ اہم نوعیت کا معاملہ ہے گوادریونیورسٹی کے منازل طے کرنے ہیں تو وہاں request پر انہوں نے ایک ارب روپے earmark کئے ہیں اُسکے لئے بیس کروڑ رکھے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہم نے جو آتے ہی جام صاحب نے کوئی پانچ سو ایکڑ زمین وہاں یونیورسٹی کے نام پر الاٹ کی۔ اگر یہ التوا میں چلا گیا تو یہ یونیورسٹی جو اس سال ممکن نہیں، فیڈرل گورنمنٹ کے پیسے ضائع ہو جائینگے۔ براہ کرم اپوزیشن یونیورسٹی کے خلاف نہ بولے۔ اس کو منظور کر دے اور اس پر جو ہماری ہائیر ایجوکیشن نے اچھی خاصی وہ کی ہیں اس میں کوئی سقم نہیں ہے اگر ان میں کوئی چیز نظر آگئی تو میں ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں پھر دوبارہ corred کر لیں گے لیکن خدارا یونیورسٹی کو متنازعہ نہ بنائیں گورنمنٹ بہت اچھا کام کرنے جا رہی ہے اور اپوزیشن اس میں روڑے اٹکار ہی ہے۔

جناب اسپیکر: جی آپ بیٹھیں مجھے بولنے تو دیں ایسے اٹھ رہے ہیں کوئی مائیک مانگیں، کوئی چیئر مانگیں۔ ایک منٹ، ایک منٹ مجھے بولنے دیں۔۔۔ (مداخلت) ہاں، نہیں نہیں، کوئی ایسی بات نہیں ظہور صاحب! بیٹھیں۔ میرا ختم حسین لانگو: ان باتوں کی تصحیح ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم چیزوں کو بہتر سے بہتر کرنے کی طرف چلے جائیں اور ظہور صاحب اس پر point scoring کی کوشش کر رہے ہیں، سیاست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں ہم سیاست کرنے کے لئے نہیں بیٹھے ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم گوادرنے کے لئے بہتر سے بہتر قانون سازی کریں۔ ظہور صاحب بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ گوادرنے کے خلاف ہیں، گوادرنے کے خلاف بھائی گوادرنے کے ساتھ جو لوگوں نے کیا وہ ہمارے سامنے ہیں ظہور صاحب! آپ کیا تاثر دینا چاہتے ہیں بار بار آپ ایک بات نہ کریں ہم اس کے خلاف بالکل نہیں ہیں بلکہ ہماری کوشش یہ ہے کہ جو چیز گورنمنٹ لارہی ہے ہم اُن کے ساتھ مل کے اس کو شائستہ مزید خوبصورت کس طرح کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی، مہربانی جی اسد بلوچ صاحب۔

میرا اسد اللہ بلوچ (صوبائی وزیر): آج یہ مسودہ قانون جو پیش کر رہے ہیں ساتھیوں کی جانب سے کچھ تشنگی کا اظہار کر رہے ہیں کہ اسکو بہتر بنایا جائے۔ ٹریڈری میں جتنے بھی ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ قابل ہیں، expert لوگ ہیں۔ یہ بیٹھ کے بڑے بہتر طریقے سے گوادرنے اور بلوچستان کے مستقبل کے لئے ایک بہتر ایکٹ بنائیں اُن کی تجاویز سر آنکھوں پر۔ لیکن اس طریقے سے کہ وہ سمجھتے ہیں ”کہ ہم عقل گُل ہیں، باقی ٹریڈری والے کچھ جانتے نہیں ہیں اُن کو ہم گائیڈ کریں گے۔ اس طریقے سے چلیں“۔ اس پر رائے شماری ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ زیرے صاحب! بیٹھیں مجھے بولنے دیں میں بولوں گا پھر آپ فلور مانگ لیں۔ اس طرح کیسے خود بخود اٹھ رہے ہیں نہ کوئی مائیک مانگ رہا ہے نہ کوئی بولنے کی اجازت لے رہا ہے ایسا نہیں ہوتا پوچھا کریں۔ بات یہ ہے کہ گورنمنٹ اس کو exempt کرانا چاہتی ہے اور آپ نہیں کرانا چاہتے ہیں۔ بالکل آپ کے تحفظات ہوں گے لیکن اس کی بعد میں رائے شماری ہوگی۔ اگر وہ گورنمنٹ چاہتی ہے کہ نہیں ہم اسمیں exempt نہیں کرائیں گے، اس پر کمیٹی بنائیں گے بالکل ہم آپ کو اجازت دیں گے۔ اسپیکر کا اس میں اختیار بہت محدود ہے یہ گورنمنٹ اور اپوزیشن بیچوں کا ہے۔ اب اس کا روائی کو آگے بڑھاتے ہیں ایجنڈے پر بہت چیزیں ہیں۔ بالکل اس میں نہ گورنمنٹ مخالف ہے نہ اپوزیشن۔ سب چاہتے ہیں کہ ایک بہترین مسودہ آجائے اور بہتر طریقے سے آگے چلا جائے۔ تحریک پیش ہوئی ہے۔ آیا یونیورسٹی آف گوادرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ

1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟ آپ لوگ ووٹ کرنا چاہتے ہیں یا کیا کرنا چاہتے ہیں؟ یہ پہلی دفعہ بلڈوز ہوا ہے کیا، آپ ابھی ووٹ کریں، یہ چیزیں ہیں، آپ ہاں یا ناں میں ووٹ کریں گے، exempt کا طریقہ کار ہے۔ ملک صاحب! آپ کے ہاؤس کی majority اس کی اجازت دے رہی ہے۔ آپ نے ووٹ کرنا ہے اس کو آگے بڑھائیں۔ نہیں exempt کا۔۔۔ (مداخلت) آپ دیکھیں یا نہ دیکھیں گورنمنٹ نے دیکھا ہے۔ گورنمنٹ کی خواہش ہے کہ exempt قرار دیا جائے۔ جو تحریک کے حق میں ہیں، ہاتھ کھڑا کر دیں۔۔۔ (مداخلت) وہی کر رہے ہیں ناں کہ جو حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کر دیں خود کھڑے نہیں ہو جائیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: اتفاق سے یہاں ایک مسودہ قانون پیش ہوا۔ دونوں طرف سے مخالف کوئی نہیں۔ لیکن خواہناخواہ اسکو delay کرنا چاہتے ہیں بالفرض کر لیں۔ اگر اس مسودہ قانون میں ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کو کوئی کوتاہی کوئی کمی و بیشی نظر آتی ہے تو بیشک بعد میں جمع کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر: بعد میں نہیں ہوتا ہے۔

جناب اصغر خان اچکزئی: نہیں کم از کم تجاویز تو دے سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ تین تاریخ تک آگے منظوری ہے زیرے صاحب! تین تاریخ کو دوبارہ پیش ہوگا، اپنی تجویز دے دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب! نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: ہو رہا ہے، میں آپ سے کہہ رہا ہوں ناں۔۔۔ (مداخلت - شور) الحمد للہ مجھے پتہ ہے پڑھے لکھے ہیں آپ سب۔ اچھا ووٹ کا کیا ہو گیا۔ جو جو حق میں ہیں تحریک exempt کرنے کے، وہ ہاتھ کھڑے کر دیں۔ متفقہ طور پر تحریک منظور کی گئی۔ ٹھیک ہے مہربانی۔ تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ یونیورسٹی آف گوادار کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء۔۔۔ (مداخلت - شور)

جناب نصر اللہ خان زیرے: وزیر اعلیٰ صاحب نے، ہم اس کے مخالف نہیں ہیں ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں دو تین مینٹنگ کر کے اس میں بہت ساری قباحتیں ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ تین تاریخ کو لے آئیں، صحیح ہے، ہو گیا تجاویز لائیں ٹھیک ہے مہربانی۔

تحریک منظور ہوئی۔ یونیورسٹی آف گوادار مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے

exempt قرار دیا جاتا ہے۔

وزیر برائے محکمہ اعلیٰ تعلیم! یونیورسٹی آف گوادر مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): میں وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم، تحریک پیش کرتا ہوں کہ یونیورسٹی گوادر کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔
جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان یونیورسٹی آف گوادر کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان یونیورسٹی آف گوادر کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر اعلیٰ بلوچستان، انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی! بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) پیش کریں۔
جام میر کمال خان عالیانی (قائد ایوان): میں وزیر اعلیٰ بلوچستان انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: وزیر اعلیٰ بلوچستان انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

قائد ایوان: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ rule کے خلاف ہے، procedure کے مطابق نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی کمیٹیاں نہیں بنی ہیں۔ آپ لوگ ووٹ کرو گے؟۔ گورنمنٹ آپ کا ساتھ دیتی ہے تو صحیح ہے نہیں تو۔۔۔ (مداخلت)

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: نہیں میں گزارش کرتا ہوں جناب اسپیکر! آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ جناب اسپیکر: میرے خیال میں اس پر بحث ہوگئی ہے۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: آپ نے پروسیجر کے مطابق چلانا ہے اب تو جو کچھ ہو رہا ہے لیکن آپ نے۔۔۔ جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ مجھے بتادیں کہ اس میں please آپ بہت senior ہیں اس میں بتائیں کہ اسپیکر کا کیا کام ہے۔ آپ دونوں گورنمنٹ اور اپوزیشن بنچر اس میں ووٹ کرادیں یا گورنمنٹ کے دوست کہیں ”کہ نہیں ہم اس میں کمیٹی بنا دیں گے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے“۔ میں آپ کے بھی ساتھ ہوں اور ان کے بھی، آپ دونوں کی لڑائی میں میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: میں صرف وہ الفاظ آپ کو پڑھ کر سنا تا ہوں۔ جی ”اسپیکر، اسمبلی میں پیش کردہ کسی مسودہ قانون بشمول ایسے ہنگامی قانون کے جو اسمبلی میں رکھا گیا ہو، کو متعلقہ مجلس قائمہ کو ہدایت کرے گا کہ وہ اس سلسلے میں اپنی رپورٹ اس تاریخ کو پیش کرے جس کا تعین اسپیکر کرے گا“۔ یہ پروسیجر ہے۔ اگر آپ اس کے مطابق چلیں گے تو آج سے تین دن کے بعد بھی۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب! آپ بہت سینئر ہیں، بہت چیزوں کو آپ جانتے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: اگر آپ ایسی چیزوں کو ignore کریں گے تو ہم نے پہلے والے کا بھی ساتھ دیا ہے اس کا بھی ساتھ دیں گے۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب! سنیں۔ اپوزیشن بنچر سے بسلسلہ یہ چیزیں آتی ہیں۔ تو یہ آپ لوگوں کے، اُسکے لیے آپ جانتے بھی ہیں آپ کو پتہ بھی ہے، سارے آپ لوگ ماشاء اللہ پڑھے لکھے اور بہت آپ لوگوں کا اس میں تجربہ ہے۔ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل 55 میں ہے۔ آپ اس میں دیکھیں اس میں ہے کہ اگر کسی چیز پر متفق نہ ہوں تو اُس پر ووٹنگ کرائی جاتی ہے۔ اسپیکر بالکل اس میں کوئی role ادا نہیں کر سکتا۔ اگر اس میں گورنمنٹ بنچر آپ کا ساتھ دیں تو آپ چیزوں کو ایک دوسرے کے تعاون سے چلا سکتے ہیں۔ اسپیکر کا کام ہے دونوں طرف کی سنیں اور آگے کارروائی کو چلائیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! ہمارے constitution کا اپنا provision ہے اُس میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ 55۔

جناب اسپیکر: تو مجھے بتائیں کہ اسپیکر اس چیز میں۔۔۔ (مدخلت)

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: اسپیکر کا ہے، تو یہ ضابطہ اس میں ہے۔

جناب اسپیکر: آپ 55 پڑھیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: آپ اس قواعد و انضباط کار کے تحت اسمبلی کی پروسیڈنگ چلائیں گے۔

constitution کے جو الفاظ ہیں اُن کو نہ آپ change چینیج کر سکتے ہیں نہ یہ ہاؤس، کوئی

interfere نہیں کر سکتا۔ میں تو صرف یہی عرض کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تو اس میں میرا اختیار نہیں آپ لوگوں کے اختیار میں ہے۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: آپ اس کو اس طریقے سے چلائیں۔ ابھی ہم حمایت تو کرتے ہیں بات اچھی

ہے۔ اچھی بات کی حمایت کیوں نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر: تو بات یہ ہے کہ آپ لوگ اس پر بحث کریں گے فائدہ بھی نہیں ہوگا نہ گورنمنٹ کا نہ اپوزیشن

کا۔ ملک صاحب اتنے اسمبلی بھی چلائے ہیں اور ماشاء اللہ ایک سینئر وکیل بھی ہیں۔ سینٹ کے اور اس اسمبلی

میں ہر چیز ایک ایک چیز اُن کے علم میں ہیں۔ تحریک پر ووٹ کریں یا جو تحریک کے حق میں ہیں ہاتھ

کھڑا کر دیں۔ تحریک کو مشترکہ طور پر کریں؟ تحریک گورنمنٹ اور اپوزیشن کی طرف سے مشترکہ طور پر منظور

ہوگئی ہے۔

جناب اسپیکر: بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینوولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون

نمبر 32 مصدرہ 2018) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ 84 کے تقاضوں

سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔

وزیر اعلیٰ بلوچستان انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ

قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

قائد ایوان: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینوولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون (مصدرہ

2018ء مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینوولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ

2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینوولینٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ

2018ء) کوئی الفور زریغور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر اعلیٰ بلوچستان انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعیناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) پیش کریں۔

جام میر کمال خان عالیانی (قائد ایوان): میں وزیر اعلیٰ بلوچستان انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعیناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: وزیر اعلیٰ بلوچستان انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعیناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! تحریک کی دوسری ریڈنگ کرنے سے پہلے۔۔۔

جناب اسپیکر: پیش کرنے دیں، پھر آنکیشن لگا دیں۔ ابھی تو پیش نہیں ہوئی ہے۔

قائد ایوان: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعیناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو۔

جناب اسپیکر: میں ابھی سے پوچھوں گا تحریک ابھی پیش ہوئی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: دیکھیں! یہ exempt قرار دے رہا ہے اس کیلئے آپ ہمیں موقع دے دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: باقاعدہ اس پر دیکھیں یہ کوئی exemption والا سوال ہی نہیں ہے اسکا۔

جناب اسپیکر: کدھر ہے زریغور۔ اس کے بعد زریغور لایا جائے اس پر آپ بات کریں ناں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں نہیں ہم۔۔۔

جناب اسپیکر: ابھی تک زریغور لایا نہیں گیا ہے۔ اس پر آپ بات کریں ناں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں نہیں جناب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں نہیں ہم۔

جناب اسپیکر: ابھی تک زیر غور لایا نہیں گیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر! آپ نے جو exempt والی بات کی ہے۔

جناب اسپیکر: زیر غور لانے کے لیے exempt ہے۔ ابھی تحریک پیش ہوئی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! دیکھیں! ایک سیکنڈ نصر اللہ صاحب! میں آپ کو جناب والا! ہم نے دو

مسودات تھے یا جو دو legislations تھیں۔ اس میں ہم نے اس لیے support کیا کہ وہ پبلک سے

related تھی ایک یونیورسٹی سے related تھی دوسرا بلوچستان کے ملازمین سے متعلق۔ اور ان دونوں

مسودات کو بلوچستان نے اسمبلی میں expedite کرنے اور لانے میں ہم نے خود بھی کردار ادا کیا ہے یہ آنے

چاہئیں گو کہ اس میں کافی سقم کافی کمزوریاں ہیں لیکن ہم یہ تاثر نہیں دینا چاہتے تھے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ہم

یونیورسٹی کے مسودات اور ملازمین کے۔ لیکن یہ جو تیسرا مسودہ ہے جو تیسری legislation ہے جناب والا!

یہ constitution کے آرٹیکل کی روح اور اٹھارہویں ترمیم کی روح کے منافی ہے۔ دوسری بات میں آپ

کو بتاؤں بلوچستان اس وقت 92 ارب روپے کے deficit پر جا رہا ہے۔ 62 billion کا ڈائریکٹ

deficit ہے آپ کا۔ بلوچستان کے اندر ماشاء اللہ بڑی اچھی cabinet ہے آئین کی جو بھی شق ہے اس کے

تحت 15 کے قریب منسٹرز کے 4 چار کے قریب مشیروں کو آپ کو اجازت ہے 19 اور 20 کی کینٹ بنائیں۔

یہ جو special ابھی بل لایا گیا ہے اس میں پہلے تو exemption کا جواز بھی نہیں بنتا۔ میں نہیں کہتا کہ آپ

اس کو پڑھیں لیکن آپ اس کو دیکھیں ذرا کھولیں۔ میں ایک اور صوبے کا بل بھی آپ کے سامنے رکھوں گا کہ اس

میں ٹیکنیکل faults بھی اس میں نکالوں گا، اس کو آپ exempt کر ہی نہیں سکتے۔ سردار صاحب! یہ اس

کا title تھا اس میں دیکھیں نمبر 1 یہ جو بل پیش کیا آپ کے سامنے ہیں جناب اسپیکر! آپ جب اس کو کھول

کر دیکھیں کیونکہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے اس پر، اس کا کوئی table of content کا یا content کا وہ

page نہیں جو must ہوتا ہے۔ ایک بل technically جب آپ پیش کرتے ہیں کسی reader کے

لیے، legislature کے لیے، پارلیمنٹریں کے لیے آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ اس بل میں جو دو یا تین یا چار

صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں introduction ہے، short title ہے، اس میں benefits ہیں،

remuneration ہے، جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب اردو میں پڑھ رہے تھے میں دوبارہ پڑھ کر سناتا ہوں اور

وہ چیزیں بل میں نہیں ہیں وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا مشاہرات یعنی benefits، یومیہ یعنی daily allowance جس کو انگریزی میں کہتے ہیں، استحقاقات privileges اور آخری ہے منسوخی خدمات termination of services۔ آپ مجھے اس میں والا انگریزی میں نکال کر دیکھیں۔ اُردو میں مسودہ پیش کیا گیا۔ انگریزی میں میرے سامنے ہیں اور دوسری بات اس میں جو دو technical flaws ہیں۔ table of content۔ یہ میرے پاس سندھ اور پنجاب کا میرے سامنے ہیں۔ table of content اس میں نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں page no نہیں ہے۔ جناب والا! even! اگر کوئی بھی legislation، کوئی بھی documents اس honourable august house کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں یہ بہت ہی معزز ایوان ہے اس کو پتہ ہونا چاہیے یہ تو چلو کیا ہوا ہے۔ اس میں page number بھی نہیں ہے کہ کونسا page ایک ہے کونسا title page ہے کونسا continuity ہے۔ یہ آپ کے سامنے ہے اگر آپ کو مل جائے تو میں جرمانہ ہوں۔ جناب اسپیکر! یہ ہے دو سے تین صفحات پر مشتمل یہ جو بل پیش کیا گیا ہے۔ یہ ہیں اسکے technical grounds جس کی بنیاد پر آپ اس کو کسی صورت بھی exempt نہیں کر سکتے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک ایسے document کو exempt کرتے ہیں تین صفحے کا جس میں صفحہ نمبر بھی نہیں لکھا ہوا ہے۔ ایک ایسی Legislation اور بل آپ یہاں سے exempt کرتے ہیں جس کا title نہیں ہے table of content نہیں ہے۔ ایک ایسا بل پیش کرتے ہیں جس میں آپ پیش کرتے وقت وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں، منسوخی تنسیخی سروس۔ یہ اس بل کے اندر کہیں بھی نہیں ہے کہ آپ اس اسپیشل اسٹنٹ کو جب آئے گا تو آپ اس کو نکالیں گے کیسے اس ہاتھی کو گھر سے؟ یہ جناب والا! پانچ technical reasons ہیں۔ ابھی میں آتا ہوں اسکے constitution اور legal issues پر۔ دیکھیں! constitution میں جو اٹھارہوں amendment آئی وہ دراصل political جو ہماری بہت بڑی cabinet بنتی تھی۔ بہت بڑے لوگوں کو رشتہ داروں کو دوستوں کو ساتھیوں کو پارٹی کے اپنے یاروں دوستوں کو نوازنے کے لیے advisors کا اسپیشل اسٹنٹ کی پوسٹ create کی جاتی تھی خزانے پر بہت بڑا اُس کا بوجھ پڑتا تھا۔ ایک صوبہ جب بیانوے ارب روپے کا مقروض ہو باسٹھ ارب روپے کی direct defecit ہے آپکا۔ اسکے علاوہ چالیس ارب روپے کا آپکا قرضہ ہے الگ سے اسٹیٹ بینک کا۔ جو آپ دے رہے ہیں انٹرنیشنل کے یاڈونرز کے یاد دوسرے کے۔ باقی اسکے بعد رہ جاتی ہے جناب والا! ایک ایسا صوبہ جہاں اٹھارہ لاکھ نو جوان بیروزگار ہوں

وہاں کوئی ایسا مسودہ لائیں کوئی ایسا قانون لائیں جو یہاں کے اٹھارہ لاکھ بیروزگار نوجوانوں کے روزگار کیلئے کوئی اچھی سی قانون سازی یا حکمت عملی کی بات کریں۔ یہ مجھے ضرورت کیوں پڑی؟ دیکھیں تین چیزیں بڑی ضروری ہوتی ہیں۔ جب آپ کوئی چیز سامنے لاتے ہیں Legislation۔ اُسکے کچھ objectives ہوتے ہیں۔ یعنی اسکا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان میں کوئی بھی۔ میرے پاس یہ محکموں کا اور گینوگراف تک میں نکال کر لایا ہوں۔ ہر محکمے میں تقریباً، اوسطاً جس کو average کہتے ہیں۔ اوسطاً ہر محکمے میں آپکے پاس اسی سے نوے کے قریب گریڈ بیس، اکیس کے آفیسر سے لیکر گریڈ اٹھارہ کے آفیسرز، گریڈ سولہ کے آفیسرز۔ اگر کہہ دیں تو میں تعداد بھی بتاؤں۔ اٹھارہ کے آفیسرز۔ سترہ کے آفیسرز۔ سولہ کے آفیسرز۔ اور اُسکے علاوہ آپکے پاس اسپیشل اور بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جب آپکے پاس ایک فسٹری ہوتی ہے اُس میں اسی اور بیاسی کے قریب all ready permanent servicese پر higher آپکے پاس experts ہیں۔ وہ 84 لوگ اُس محکمے کو اٹھانہیں سکتے۔ وزیر اعلیٰ کی assistance نہیں کر سکتے اس کو مشاورت نہیں دے سکتے۔ تو یہ ایک شخص جس کے لئے آپ اتنی محنت کر رہے ہیں اسمبلی میں اُس کیلئے Legislation لارہے ہیں۔ وہ کونسا آسمان پر اُس محکمے کو اٹھائیگا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس محکمے میں 21 گریڈ سے لیکر 16 گریڈ تک کسی آفیسرز پر آپکو ٹرسٹ نہیں ہے کہ وہ یہ کام کریں۔ جیسے اسپیشل اسٹنٹ کے ذریعے سے کروا رہے ہیں۔ نمبر ایک یہ۔ کلیئر آجکلیو نہیں ہیں۔ دیکھیں! یونیورسٹی کا ایک objective کا تھا بل ہم نے منظور کیا ایک مقصد تھا۔ ایک یونیورسٹی ہوگی اُس میں بچے پڑھیں گے اُسکا واؤس چانس لے ہوگا۔ دوسرا مسودہ بینو ویلنٹ فنڈ کا تھا۔ clear objective ہے مزدوروں کی مراعات، مفادات، تحفظ، مرگ، زند، موت، زیست سب میں۔ یہ تیسرا جو legislative ہے جو بل ہمیں پیش کیا گیا ہے۔ اسکے objectives کیا ہیں؟ objective جب تک کسی چیز کا clear نہ ہو وہ چیز legislation کیلئے پیش نہیں کی جاتی۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس بل کے اندر کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ اگر آپ اسپیشل اسٹنٹ لے رہے ہیں اُسکی کو الیفیکشن کیا ہوگی کیا بلوچستان میں پرائیویٹ سیکٹر سے Ex-PHDs لائیں گے ایم فل لے آئیں گے۔ space science میں، میٹروالوجی میں، منرالوجی میں، جیالوجی میں، ایجوکیشن میں، ہیلتھ میں، ایگریکلچرل میں، لائیو اسٹاک میں، آپکے پاس کیونکہ بلوچستان کی potential explore نہیں ہو رہی۔ لہذا آپ کوئی بہت بڑا expert لائیں گے۔ میں سرائیکھوں سے آپکے ایسے بل کی حمایت کرونگا کہ آپ بلوچستان میں وہ لائق، فائق آدمی پیدا نہیں ہو رہا۔ اُس کیلئے ایک جگہ اور space بنا رہے ہیں۔ یہ ایک clearly آپکو اُسکی کو الیفیکشن terms اس بل میں شامل ہونے

چاہئیں۔ تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ What the assistant -role and responsibility is going to do the speacial assistant اور اس میں لکھا ہوا ہے جناب والا! Article 67, 93 and 129 of the Constitution. کہ جی تقریر کا حق اسپیشل اسٹنٹ کو آرٹیکل 57 کے تحت یہ حق حاصل ہوگا کہ یہ معزز سارے اراکین ووٹ لیکر آئے ہیں۔ وہ بغیر ووٹ کے منتخب ہوگا اسپیشل اسٹنٹ بن کر آئیگا ادھر اسمبلی میں بیٹھ کر تقریر کریگا۔ یہ 53 ہے۔۔۔ (مداخلت) سر! میں ایک بات۔ ناں کرنے کی بجائے اپنے بل کو دیکھیں۔ نہیں نہیں بل کو دیکھیں۔ بل میں appointment in term of office. یہ آگے اُردو میں دیا ہی نہیں ہے بل انگریزی میں ہی ہے۔ اُردو میں آپ کے پاس ہے؟۔۔۔ اچھا! اسکا پیرا 2 ہے۔ تیسرے نمبر پر جہاں یہ لکھا ہے کہ اُنکی تعیناتی۔۔۔ (مداخلت) ہاں اسکا پیرا گراف 2 پڑھیں۔ نہیں نہیں، بیٹھ کر پڑھیں۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران (صوبائی وزیر انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی): وزیر ان کا تقریر کر سکتا ہے جنکی تعداد آٹھ سے زیادہ نہ ہو۔ اور یہ وزیر اعلیٰ کی خوشنودی تک عہدے پر متمکن رہیں گے۔ تاہم معاون خصوصی کی مدت، عہدہ، اُس وقت از خود ختم ہو جائیگا۔ اگر وزیر اعلیٰ اپنے عہدے پر برقرار نہ رہے۔۔۔ (مداخلت، آوازیں) نہیں نہیں، سُن لیں ناں معاون خصوصی اپنے امور سرانجام دیگا جو وزیر اعلیٰ کی جانب سے اُسے تفویض کیئے جائیں گے۔ سوائے وزیر اعلیٰ، وزراء، مشیر برائے وزیر اعلیٰ کے ایسے امور جنہیں آئین اسلامی جمہوری پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 57-93 اور 129 کے تحت اُنہیں تفویض کیئے گئے ہوں۔ تین آرٹیکل آپ کے 57-93 اور 129 Constitution of Pakistan اُس کو allow کر رہا ہے کہ اس کو وہ دے سکتا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں نہیں، یہ اسکو allow نہیں کر رہا سردار صاحب! میں اسکو complete کرتا ہوں۔ دیکھیں یہ جو تین آرٹیکلز ہیں constitutions کے اندر۔۔۔ (مداخلت) نہیں نہیں۔ اس میں تینوں کا زور اس میں نکالنا تھا۔ کیونکہ جناب! ایک تو یہ ہے کہ یہ constitution کی اُن آرٹیکلز کی violation ہے۔ دوسرا آگیا اس میں۔ جس طرح میں نے کہا them of refrense! آپ اسپیشل اسٹنٹس hire کریں گے۔ appoint کریں گے۔ اُسکا ایک term of reference ہوں۔ ہم پانچ نہیں آپ پانچ ہزار بندے لائیں۔ میں خود اسپیشل ایڈوائزر رہا ہوں۔ آپ ایک لاکھ روپے تنخواہ دے رہے ہیں۔ میں تقریباً بہت زیادہ اس سے لے لیتا ہوں۔ لیکن اُنکو ضرورت ملی میرے clear of terms of reference سے۔ ظہور صاحب! اس کو میں ابھی ختم کرتا ہوں۔

میں اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ مجھے، اسی لیے Term of reference جب تک clear نہیں ہونگے بل کے ساتھ لگے۔ میرے Terms of refrence تھے۔ میں اُنکی پارلیمنٹ کے باہر بیٹھ کر advise کرتا تھا۔ آپ ایک advisor لائیں گے ہمیں پتہ تو ہو۔ وہ پارلیمنٹ اس ہاؤس کے اندر سے آئیگا۔ وہ ہاؤس کے باہر سے آئیگا۔ اُسکی عمر کیا ہوگی اُسکی کوالیفیکیشن کیا ہوگی وہ کن کن شعبوں میں۔۔۔ (مداخلت) شادی چھوٹی چیز ہے۔ یہ شادی بیاہ سے بھی بڑا معاملہ ہے کوئی اپنے دو لہے کو ایک لاکھ تنخواہ نہیں دیتا۔ گریڈ-20 کے آفیسرز کی سہولیات۔ آپ نے تو اسکو ایک دو لہے سے بھی زیادہ دیا ہے۔ اسکی جو سروسز، اسکو جو آپ گریڈ 20 دے رہے ہیں۔ ان کے تمام تر اختیارات، گھر، ڈیلی الاؤنس، ٹریولنگ الاؤنس، ایک لاکھ روپے تنخواہ، پچاس ہزار روپے اسکو اضافی دینے ہیں۔ یہ کونسے دو لہے کو ملتے ہیں ہمارے ہاں تو دو لہے سے لیجاتے ہیں لوگ۔ تو جناب اسپیکر! اس ٹیکنیکل بنیاد پر میں نے دیکھیں! کہ کچھ ٹیکنیکل پوائنٹس اٹھائیں کچھ moral ہیں کچھ legal ہیں۔ دیکھیں ان تین بنیادوں پر آپ اس بل کو کسی صورت میرے خیال میں میرے دوست جام صاحب خود بھی جانتے ہیں۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کی طرف سے لیتے ہیں۔ آپ نے اس میں کافی۔۔۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جام صاحب! ایسے بل کو آپ support کریں گے جنکا بیج نمبر ہوں نہ table of content?

جناب اسپیکر: اس پر اگر کوئی بولنا چاہے تو۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں) اس کے دیکھ لیں کہ کیوں ضرورت پڑی ہے؟ وہ بعد میں آپ دے دیں۔ صرف گورنمنٹ کا مؤقف آجائے کہ کیوں اُنکو ضرورت پڑی۔ ملک صاحب! میرے خیال میں۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں) نہیں نہیں، فائنل کہانی نہیں ہے صرف گورنمنٹ کا مؤقف جاننا چاہتے ہیں کہ کیوں اُنکو اسپیشل اسٹنٹ کی ضرورت پڑی؟

قائد ایوان: اصل میں دیکھیں جی! دو چیزیں ہیں جن پر میں تھوڑی سی اس بات کو شروع کرنا چاہتا ہوں۔ اسپیشل اسٹنٹ ماضی میں بھی بلوچستان میں رہے ہیں پاکستان میں بھی رہے ہیں ہر جگہ رہے ہیں۔ ہم نے جب یہ لاء اور سیکرٹریٹ میں، ذرا اس کی definition کے حوالے سے، اور اُسکی تفصیل کے حوالے سے دیکھنا چاہا۔ تو پتہ چلا کہ جی! ہماری بلوچستان اسمبلی میں اس کی پوزیشن ابھی تک law سے یا ہماری پرائیویٹ گورنمنٹ کے جو rules ہیں ہمارے ایکٹ میں اسکی کوئی provision کبھی بنی ہی نہیں ہے۔ کے پی میں ہے پنجاب میں ہے سندھ میں بھی ہے۔ اُنکے rules ہیں اُنکا طریقہ کار بھی ہے۔ اور انہوں نے باقاعدہ as an Act اسکو اپنی

اسمبلی سے منظور کر کے آگے اپنی پریکٹس میں لارہے ہیں۔ ہم نے بھی یہی بہتر سمجھا کہ ہم بھی اسکو اسمبلی میں لائیں گے۔ اور ہم چاہتے تو اس پر دو provisions ہیں۔ اگر کیبنٹ کی approval اور کچھ طریقہ کار کو مد نظر رکھتے ہوئے، کیبنٹ بہت ساری اپنی چیزیں کرتی ہے لیکن قانون کا حصہ اسکو بننا چاہیے۔ تو چونکہ قانون کا حصہ اسکو بننا چاہیے تو بہتر ہے کہ ہم اپنی ہر اس طرح کی legislation کو قانونی طریقے سے اسمبلی میں لائیں اور وہاں سے منظوری لیں۔ اور پھر اس کی طرح چیزوں میں آگے چلیں۔ یہ چونکہ بہت ساری چیزیں کبھی کبھی in practise سیاست میں بھی چلتی ہے گورنمنٹ میں بھی چلتی ہے۔ اسکی detail میں میں نہیں جانا چاہا کہ محکموں میں capacity ہے یا نہیں۔ مجھ میں ہے یا نہیں۔ جیسے کہ وہی بات ہے۔ ثناء صاحب نے بھی بات کی کہ انہوں نے خود floor of the house پر یہ کہا تھا کہ انہوں نے بہت جگہ consultancy بھی کی ہے۔ ہم میں سے بہت سارے لوگ اپنے لحاظ سے کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ لازم نہیں ہوتا کہ آپ کے پاس بہت سارے لوگ موجود ہوں۔ اور پھر بھی آپکو consultant کی ضرورت نہ پڑے۔ Being a government employee. Being a political person ایسی چیزیں ہیں جن میں ہم binding force میں آجاتے ہیں۔ یعنی کہ ایک سرکاری آدمی کو جب آپ رکھتے ہیں۔ یا اگر آپ کسی ایک کنسلٹنٹ کو hire کریں گے۔ اُسکا ایک بہت بڑا پروسیجر ہوگا NEPRA rule بھی آئیگا۔ PEPRA rule بھی آئیگا۔ اُسکے terms of references بھی ہوں گے۔ اُسکے terms of agreement بھی ہوں گے۔ کتنے عرصے تک رکھنا ہے کتنے عرصے تک نہیں رکھنا ہے۔ پھر آپ بہت bind ہو جاتے ہیں۔ اور آپ پھر اُس کو change نہیں کر سکتے۔ اسی طرح سرکاری حدود میں بھی بہت سارے آفیسر ہوتے ہیں۔ اور اُن حدود میں کام کرتا ہے یا نہیں کرتا کس طریقے سے کرتا ہے۔ میں اور آپ بھی اسی طریقے سے ہیں۔ اسپیشل اسسٹنٹس کی جو provision بنتی ہے۔ اُس میں ایک generalized flexibility ہوتی ہے۔ ایک تو اُسکا term of reference بہت لمبے عرصے تک یا کسی حد تک نہیں ہوتا۔ اُسکے اندر یہ requirement پر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کل کو یہ ہاؤس feel کرتا ہے کہ ہمیں ایک special assistant for this purpose رکھنا چاہیے ہمارے پاس گنجائش ہے ہم اُسکو رکھ سکتے ہیں۔ اور ایک، دو ماہ اُسکی سروسز سے فائدہ اُٹھا کے۔ اور ہم بعد میں کہہ سکتے ہیں کہ جی ابھی آپ کی services کی terms of reference پوری ہوگئی۔ ہم نے اس مدت تک بنائی تھی۔ وہ rules different نہیں گے۔ اور آپ ابھی جاسکتے ہیں اور اسی طرح ہو سکتا ہے ہم چار ماہ بعد پھر آجائیں۔

ہوسکتا ہے آپ بہت سارے لوگ وہ کریں کہ جی ہوسکتا ہے۔ ٹھیک ہے ہمارا rule provision نہیں ڈالتا ہے کہ اسمبلی میں ہم اس طرح کے کوئی expert لے سکتے ہیں۔ لیکن ہم چیف منسٹر صاحب سے اور ہاؤس سے اور گورنمنٹ سے یہ request کرتے ہیں کہ آپ ایک special assistant on Speaker یا اسمبلی افیئرز کو بہتر کرنے کیلئے رکھ لیں۔ یہ ہوسکتا۔ اور اسکی دو، تین ماہ کی سروس لیکر پھر آپ فارغ کر دیں پھر کسی اور کو رکھ لیں تو اس پر flexibility تھوڑی ملتی ہے۔ اب چونکہ دوسرے Provinces میں یہ process چل رہا ہے legally چل رہا ہے through the policy چل رہا ہے۔ گورنمنٹ میں ایکٹ لاکر کے انہوں نے کیا ہے۔ تو ہم نے بھی feel کیا کہ ہم بغیر ایکٹ اس کو کیوں چلائیں۔ اب چونکہ اپوزیشن اس بات پر تھوڑا سانا لاں ہے کہ ہم نے دوپیل پاس کر لیے۔ یہ پیل انہوں نے drop کر لیا ہے۔ ایسا ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ دیکھئے یہ ایک بڑی basic ہی ایک requirement ہے۔ اور ہماری کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ ہم ایک بہت بڑا over burden کو اس سسٹم کو کرنا چاہ رہے ہیں۔ ایک پریکٹس کو دوسرے provinces میں ہیں۔ ہم بھی اسی کو adopt کر رہے ہیں اور اسی پریکٹس سے ہم آگے چل رہے ہیں۔ کچھ legalities یا کچھ points جو آزیں بہل چیرنے، اپنے ممبر نے کیئے تھے۔ عموماً entitlement پر اگر بات ہے تو short title and commencement اس میں دیا ہوا ہے۔ اب چونکہ یہ بہت چھوٹا سا ایک اُس کی detailing ہے۔ اسکی expeditation میں تو جتنی short titlement میں چیزیں آسکتی تھیں، وہ ڈالی گئیں۔ اور definition میں اسمیں already تین سیکٹرز دیئے ہوئے ہیں کہ گورنمنٹ کا یہ ہے۔ اسپیشل اسٹنٹ کا یہ ہے۔ انکی جو basic requirement ہے۔ بیج نمبر عموماً ایسی چیزوں میں Bill کی صورت میں چونکہ یہ چیز بیجیز کا جو بھی ہے آتا ہے۔ اُس میں عموماً سیریل نمبر، سیکشنز میں عموماً آتا ہے۔ تو اگر آپ دیکھیں تو اسکی one سے اسٹارٹ ہوتے ہوئے پھر four, six, eight, nine, ten, eleven, twelve ایک consistency اُس میں جا رہا ہے۔ اور اُس میں ضروری نہیں ہوتا کہ بیج نمبر پھر کونسا پہلے ہے۔ اُس میں ایک reference، ایک سیریل نمبر پھر basically automatically بن جاتا ہے۔ yes اپوزیشن کا ایک valid point definitely اس حوالے سے آگے کیلئے ضرور ہوگا کہ یہ اسپیشل اسٹنٹس آئیں گے تو یہ کم از کم طریقہ کار انکا کیا ہوگا؟ expertise جیسے میں نے آپ سے کہا کہ کچھ آپکی legal requirements ہوتی ہیں۔ جب ہم consultants کو hire کرتے ہیں کسی خاص مقصد کیلئے، وہ ایک different requirement ہوتی ہے۔ اُنکو جب

-- (مداخلت) نہیں سر! اس میں ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں، نہیں جی! اگر چیف منسٹر بھی آؤٹ ہو جاتا ہے تو وہ سارے اسسٹنٹس بھی آؤٹ ہو جائیں گے اسکے ساتھ۔۔۔ (مداخلت) نہیں، نہیں جی! یہ کیبنٹ کا حصہ نہیں ہوگا۔۔۔ (مداخلت) نہیں نہیں، دیکھیں یہ اسپیشل اسسٹنٹ کا کابینہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ چیز جو کھیران صاحب نے بڑی تفصیل میں پڑھ کے سنائی تھی کہ ایڈوائزر، منسٹر اور چیف منسٹر کے اُس سے ہٹ کر ہوگا۔ اور ویسے بھی اگر آپ کیبنٹ میں دیکھیں۔ کیبنٹ کے اصل ممبرز اُسکے منسٹرز ہوتے ہیں۔ باقی invitation ہوتی ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں، میں پہلے complete کر لوں تو۔ Definitely, it is a point لیکن میں again آپ سے کہوں گا کہ اس چیز میں، جس طرح آپ نے ان دونوں بلز کو بھی منظور کیا ہے ہم بھی چاہتے ہیں کہ اس بل کو بھی آپ منظور کریں۔ اس میں کوئی بہت بڑی چیز نہیں ہے تینوں صوبوں میں پریکٹس ہو رہی ہے۔ اور ایک بڑی ریگولر پریکٹس ہے۔ لیکن کم از کم آپ کسی بھی کل کو جا کے ایک چیز میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں، کسی ٹاک شو میں آپ بھی جائیں گے تو آپ کہیں گے کہ جی! ہم نے قانون سازی میں آج وہ قانون سازی کی ہے جو ماضی میں حکومتوں نے نہیں کی۔ اور ہر چیز کو ہم through Assembly, through Act, through Bill اس صوبے میں منظور کر رہے ہیں۔ بہت بہت شکر یہ۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: ہماری بات سنیں۔ جناب اسپیکر صاحب!۔۔۔ (مداخلت)
میر حمل کلمتی (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! جام صاحب نے اس پر تفصیلاً بات کی ہے۔ اب اس پر مزید بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے جناب! آپ رائے شماری کرادیں۔
جناب اسپیکر: thank you فلور ملک صاحب کو دے دیا ہے۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: اگر ہمارے بولنے پر بھی پابندی ہو ہماری بات کو سننے کیلئے کوئی تیار نہ ہو۔
جناب اسپیکر: نہیں نہیں کر لیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: پھر آپ نے یہ مسودہ قانون کیوں لایا؟ وہیں سی ایم ہاؤس میں پاس ہوتا وہیں آپ sign کر دیتے اور مسودہ قانون منظور ہوتا۔ جام صاحب! سب سے پہلی تو یہ میری گزارش ہے کہ یہ جو مسودہ قانون ہے، یہ آئین سے متصادم ہے۔ پورے پاکستان میں جو بھی ضوابط بنتے ہیں، جو قوانین بنتے ہیں، وہ معاشرے کی فلاح و بہبود کیلئے بنتے ہیں۔ یہ قانون کسی کو نوازنے کیلئے بنایا جا رہا ہے۔ openly بات ہے، اس میں کوئی، جدھر سے بھی آپ ناپیں، کسی کو نوازنے کیلئے، اور کسی کو نوازنے کیلئے قانون، غیر قانونی غیر آئینی ہوتا ہے۔ یہ نہیں بن سکتا۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے) دوسری گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے یہاں ڈسٹرکٹ لیول

پر کوآرڈینیٹر مقرر کئے گئے تھے، CM کے اُس میں۔ وہ بھی سارے لوگ benefit لیتے رہے۔ یہ جتنا قانون یہ جو چار، پانچ آپ یہ دیکھ لیں۔ چار، پانچ جو اسکی دفعات ہیں۔ اس میں سوائے اسکے کہ نواز نے والے کی تنخواہ کتنی ہے اور اُسکی privileges کتنی ہیں، اسکا TA کتنا ہے۔ اُس کے کسی بھی فنکشن کا ذکر نہیں ہے۔ خدا را! اس طرح تو نہ کریں۔ یہ قانون تو دنیا کے کسی حصے میں آج تک نہیں بنا ہے۔ بد قسمتی سے۔۔۔ (مداخلت) جناب اسپیکر: ملک صاحب! وہ ساری چیزیں لکھی ہوئی ہیں کہ کیا آپ اسکے against ہیں یا اسمیں کچھ کمی بیشی ہے؟

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: میں اس کی صورت حال بتاتا ہوں، اُس کے بعد پھر میں اپنی رائے دوں گا۔ جناب اسپیکر: اس میں terms بھی لکھے ہوئے ہیں، اس میں گریڈ بھی لکھا ہوا ہے کہ اتنے گریڈ کے مطابق اس کے ہوں گے۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: ایک آدمی ملڈ پاس ہے، آپ اُس کو گریڈ 20 میں رکھ رہے ہیں، نواز نے کیلئے نواز جا رہا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے سیدھی سی بات ہے، اپنے لوگوں کو نواز نے کیلئے غیر قانونی طور پر۔ اس سے پہلے بھی غیر قانونی طور پر لوگ نوازے گئے ہیں۔ آج تک پاکستان میں اس قسم کا کالا قانون نہیں بنایا گیا ہے۔ کوآرڈینیٹر بنائے گئے ہیں، وہ بھی کسی قانون کے تحت نہیں بنے ہیں۔ جو لوگ اسٹنٹ بنائے گئے ہیں وہ بھی کسی قانون کے تحت نہیں ہیں۔ اب خدا کیلئے! پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ غیر قانونی عمل کو، غیر قانونی عمل کسی جگہ پر کیا جاتا تھا۔ اب غیر قانونی عمل کیلئے قانون بنایا جا رہا ہے۔ اس سے بڑا ستم تو میرے خیال ہے پوری دنیا میں بھی کہیں نہیں ہے۔ یہ آپ کسی غیر قانونی، غیر آئینی امر کیلئے قانون بنا رہے ہیں۔ آپ کرپشن کو legalize کر رہے ہیں۔ آپ legalize کر رہے ہیں، یہ political bribery ہے یہ اور کچھ نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے یہ سیاسی رشوت کی بنیاد پر۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: اس میں ملک صاحب! غیر قانونی کہاں ہے، کہ وزیر اعلیٰ اسمبلی سے اجازت مانگ رہا ہے کہ مجھے اجازت دے دیں کہ میں اسپیشل اسٹنٹ لوں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: ہمارا یہ حق ہے کہ ہم پورے بلوچستان کے لوگوں کو ان چیزوں سے آگاہ کریں۔ یہ ہمارا حق ہے ہم اسلئے اسمبلی میں ہیں۔ اب یہاں آپ نے جو تین آرٹیکلز دیئے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ آپ کو assist کیا ہے۔ لیکن غیر قانونی مسودے ہم سے منظور نہیں کرائیں اور نہ آپ، آپ لوگوں کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ غیر قانونی اور غیر آئینی عمل نہیں کریں۔۔۔ (مداخلت) آپ نے constitution کے تین

دفعات دیئے ہیں، آپ سننے کی ہمت پیدا کریں میرے بھائی! آپ لڑیں نہیں۔

جناب اسپیکر: آپ کیا کہتے ہیں، اسکے بالکل against ہیں یا کمیٹی کے سپرد کیا جائے؟ وزیر اعلیٰ کو expertise کی ضرورت ہے، اس میں کالا قانون کہاں ہے؟۔۔۔ (مداخلت۔ شور) وہ اور کیس ہے۔ چلیں اگر آپ نہیں ہیں تو پھر آگے اُس پر چلے جاتے ہیں نا۔ آپ بیٹھیں please۔ آپ سب بیٹھیں، پھر میں آگے، نہیں please آپ بیٹھیں۔ بالکل آپ اپنی جگہ پر اپوزیشن کے جو تحفظات ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) گورنمنٹ کا جو بل ہے اس پر آخر ہمیں یہی کرنا پڑے گا، ہم گورنمنٹ اور اپوزیشن کے درمیان میں رائے لیں گے۔ تو آئیں کیا کرنا پڑے گا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار، بلوچستان صوبائی اسمبلی، مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟ ہاں۔ تحریک منظور ہوئی۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔ (مداخلت۔ شور۔ اس مرحلہ میں اپوزیشن اراکین واک آؤٹ کر گئے)

وزیر اعلیٰ بلوچستان انچارج وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی مسودہ قانون نمبر 33 کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔ اس کو پاس کرنے کے بعد اُنکو بلا لیتے ہیں۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ جام صاحب! دو، تین ممبرز کو nominate کریں۔ اُن کو مناتے مناتے ویسے بھی ٹائم ہو جائیگا۔ یہ بھی پاس ہو جائیگا، وہ بھی آجائیں گے۔ وہ آتے آتے آپ کا کام ہو جائے گا۔ میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): ایک خاتون بھی چلی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا معاونین خصوصی برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات

، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی، معاونین خصوصی برائے وزیر علی بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر علی بلوچستان، انچارج برائے وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی! مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان)۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ معاونین خصوصی برائے وزیر علی بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا معاونین خصوصی برائے وزیر علی بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) کو منظور کیا جائے؟

تحریک منظور ہوئی۔ معاونین خصوصی برائے وزیر علی بلوچستان کی (تعییناتی، مشاہرات، یومیہ، استحقاقات و منسوخی خدمات) کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء) منظور ہوا۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ یکم نومبر 2018ء بوقت سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09 بجکر 03 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



